ماہنامہ

انوارِ مدینہ

شمارہ : ۴	ربیع الاول ۱۴۲۷ھ - اپریل ۲۰۰۶ء	جلد : ۱۴

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مدیر	مدیر اعلیٰ

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے	بدلِ اشتراک
دفتر ماہنامہ "انوارِمدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور	پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے.........سالانہ ۲۰۰ روپے
فون نمبرات	سعودی عرب، متحدہ عرب امارات......سالانہ ۵۰ ریال
جامعہ مدنیہ جدید : 092 - 42 - 5330311	بھارت، بنگلہ دیش................سالانہ ۱۲ امریکی ڈالر
خانقاہ حامدیہ : 092 - 42 - 5330310	برطانیہ، افریقہ..................سالانہ ۱۴ ڈالر
فون/فیکس : 092 - 42 - 7703662	امریکہ.............................سالانہ ۱۶ ڈالر
رہائش "بیت الحمد" : 092 - 42 - 7726702	جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس
موبائل : 092 - 333 - 4249301	E-mail: jmj786_56@hotmail.com

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ "انوارِمدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
اہلسنت والجماعت اور یزید	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۲
سلام اُس پر کہ جس سے	جناب محمد وارث حسن صاحب ریاضی	۱۷
حضرت فاطمہؓ کے مناقب	حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتیؒ	۱۸
توہینِ رسالت ﷺ	حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب	۲۴
محفل قراءت کی شرعی حیثیت	حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب	۲۹
حضرت مولانا سیّد اسعد مدنیؒ ...	حضرت مولانا مفتی سیّد محمد مظہر صاحب	۳۴
مسلک دیوبند کے محافظ اور	حضرت مولانا سیّد اَرشد صاحب مدنی	۴۳
فضائل درود شریف	جناب محمد راشد صاحب	۴۵
عورتوں کے عیوب اور امراض	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ	۵۳
نبوی لیل و نہار	حضرت مولانا سعد حسن صاحبؒ	۵۵
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۷
دینی مسائل		۶۱
وفیات		۶۴

آپ کی مدتِ خریداری ماہ.......................................ختم ہوگئی ہے آئندہ رسالہ

جاری رکھنے کے لیے مبلغ.............روپے جلد اِرسال فرمائیں۔(ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد !

ملک میں کمر توڑ مہنگائی کا راج تو ہر دور میں رہا ہے مگر صدر پرویز مشرف صاحب کے دور میں تو یہ بالکل ہی بے لگام ہوگئی ہے۔ خاص طور پر بنیادی ضرورت کی اشیاء کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگی ہیں۔ ان حالات نے متوسط طبقہ کو بری طرح متأثر کیا ہے۔ دن بدن اِن کی قوتِ خرید کمزور ہوتی چلی جارہی ہے اور حکومتی ارکان عملی اقدامات کے بجائے صرف بیان بازی پر اکتفاء کررہے ہیں۔ ان کی ایک بڑی دلیل بس یہ ہوتی ہے کہ مہنگائی عالمی مسئلہ ہے۔ پوری دُنیا اِس کی لپیٹ میں ہے لیکن دوسری طرف اگر دیکھا جائے کہ دُنیا کے اکثر ممالک اس کے مقابلہ کے لیے اقدامات بھی کرتے ہیں جس سے لوگوں کو آسانی سے روزگار کے مواقع بھی فراہم ہوتے رہتے ہیں اور عوام کو ایسی مراعات بھی فراہم کرتے ہیں کہ جس سے فی کس آمدن اس حد تک ضرور برقرار رہے کہ بنیادی اشیاء صرف اُن کی قوتِ خرید سے باہر نہ ہونے پائیں۔ تو ان کی یہ دلیل بے جان ہوجاتی ہے بلکہ ''عذر گناہ بدتر از گناہ'' کا مصداق بن جاتی ہے اور یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ یہ ارکان عوام کی مشکلات سے مجرمانہ غفلت برت رہے ہیں اور چونکہ اقتدار کی اصل باگ ڈور فوجی حکمرانوں کے ہاتھوں میں ہے اِس لیے اِس تمام صورتحال کے اصل ذمہ دار وہی ٹھہرتے ہیں۔

حال ہی میں چینی کی قیمتیں آسمان کو چھونے لگیں، تمام حکومتی ادارے فیل ہوگئے۔ بالآخر سب سے ڈراؤنی چیز ''نیب'' کے حرکت میں آنے کی خبریں اخبارات میں آنے لگیں مگر تین چار دن کے بعد یہ خبر آگئی کہ نیب نے اپنی کارروائیاں روک دیں۔ اِس سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ شوگر مل مالکان اور اِس مہنگائی کے دیگر پردہ نشین ذمہ داروں کا تعلق حزب اختلاف سے نہیں بلکہ حزب اقتدار سے ہے، تب ہی نیب جیسی ڈراؤنی شئے بھی دبک کر بیٹھ گئی۔ ضیاء الحق صاحب کے زمانے کی بات ہے کہ منشیات کے خلاف مہم چلائی جارہی تھی، اِدارے کو مخبری ہوئی کہ لاہور کے فائیو سٹار ہوٹل میں ہیروئن کا بہت بڑا سودا ہو رہا ہے، چھاپہ مار ٹیم کے سربراہ نے کمرے میں جھانکا تو وہیں سے اُلٹے پاؤں واپس ہولیا، اُس کا کہنا تھا کہ میری خوش قسمتی تھی کہ میں پنجاب کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے بیٹے کو پہچانتا تھا جو کہ وہاں بیٹھا ہوا سودا کر رہا تھا۔ آج جو صورتحال ہے وہ پہلے سے مختلف نہیں ہے بلکہ بدتر ہی ہے۔ اِس بات کی تائید اِس سے بھی ہوتی ہے کہ وزیراعظم پاکستان جناب شوکت عزیز نے ۲۳/مارچ کو یوم پاکستان کے موقع پر کراچی میں فرمایا کہ ''مہنگائی ضرور بڑھی ہے ڈنڈے کے زور پر نہیں روک سکتے۔''

اِس بیان کے ذریعے وزیراعظم اپنی ناکامی اور بے چارگی پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ ڈنڈا چلانے نہ چلانے کا سوال تو وہاں پیدا ہوتا ہے جہاں ڈنڈا ہاتھ میں ہو۔ وزیراعظم تو خود کسی کے رحم و کرم پر ہیں۔ اس قسم کے بیانات سے یہاں تو کام چلالیتے ہیں مگر آخرت میں اللہ کے سامنے جب کھڑے ہونگے تو کیا جواب دیں گے۔ بے بس وزیراعظم صاحب کو ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ وزارت عظمیٰ کے عہدے کو خیر باد کہیں اور تبلیغی جماعت کا رُخ کریں۔ چلے سہ ماہیاں لگائیں۔ اپنی نمازیں بھی درست کرائیں اور شوگر مل مالکان کی طرف اپنی تشکیل کرائیں، شاید کسی کے دل میں آپ کی بات اُتر جائے۔ مگر مثل مشہور ہے ''لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے''۔ اِس بناء پر ہم اپنے اِس مشورے کے بہت بہتر ثمرات کی توقع بھی نہیں کرتے۔ البتہ ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس ملک پر رحم فرمائے اور ظالم و جابر حکمرانوں کو ہدایت نصیب ہو، نہیں تو اللہ تعالیٰ اِن کو ناکام و نامراد فرما کر قوم کی گلو خلاصی کرائیں۔

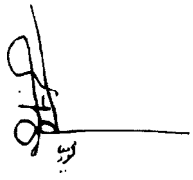

مولای صل وسلم دائما ابدا

درس حدیث

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

حضرت اقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلس ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

حضرت عمرؓ نے کوفہ آباد کیا۔کوفہ حدیث فقہ قراءت اور نحو کا مرکز تھا۔کوفہ میں پندرہ سو صحابہ کرام آباد ہوئے۔فقہ حنفی کا مدار حضرت عمر حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم ہیں امام بخاریؒ اور کوفہ۔دُنیا میں فقہ حنفی کے پیروکار سب سے زیادہ ہیں

﴿ تخریج وتزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

کیسٹ نمبر ۴۹ سائیڈ بی (۱۹۸۵ـ۷ـ۱۹)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوة والسلام علی خیر خلقه سیّدنا ومولانا محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین امابعد !

رسول اللہ ﷺ نے جن صحابہ کرام کی تعریف کی ہے، اُن میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اسمِ گرامی آتا ہے۔اور بات یہ چل رہی تھی کہ ایک صاحب مدینہ منورہ آئے اور اُنہوں نے دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ میرے واسطے تو یہ سبب بنادے کہ کوئی اچھا آدمی ہو جس سے میری ملاقات ہوجائے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اِن کی ملاقات ہوگئی۔حضرت ابوہریرہؓ نے تعریف کی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی جو عشرہ مبشرہ میں تھے اور یہ صاحب کوفہ سے آئے تھے، اور کوفہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ موجود تھے۔حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تعریف کی کہ وہ بھی کوفہ میں موجود ہیں۔حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ کی تعریف کی کہ وہ بھی کوفہ میں موجود ہیں۔عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ کے متعلق جو حدیثیں ہیں وہ الگ ہیں، باقی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے

لیے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ اِرشاد فرمایا اگر میں بغیر مشورہ کے کسی کو امیر بناتا تو میں اِن پر عبد اللہ ابن مسعودؓ کو امیر بنا دیتا لَوْ کُنْتُ مُؤَمِّرًا مِّنْ غَیْرِ مَشْوَرَۃٍ لَاَمَّرْتُ عَلَیْھِمْ اِبْنَ اُمِّ عَبْدٍ[1] اب حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کارناموں کا ذکر اگر چلے تو اُس میں یہ بات آئے گی کہ اُن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا خاص مشیر بنا رکھا تھا۔

حضرت عمرؓ نے کوفہ آباد کیا، اُس کی آبادی ایک لاکھ تک پہنچ گئی :

دوسری طرف جب کوفہ آباد کیا اُنہوں نے تو وہاں تخطیط کی یعنی پلاننگ کی تو اُس میں بہت بڑی آبادی بن گئی کوفہ کی، اُس دور میں کسی جگہ کی آبادی ایک لاکھ تک پہنچ جائے، یہ بڑی بات تھی کیونکہ آبادیاں ہی تھوڑی تھیں تو کم ایسے شہر تھے جو ایک لاکھ تک پہنچے یا ایک لاکھ سے زیادہ، تو کوفہ کی آبادی ایک لاکھ تک پہنچ گئی۔ وہاں صحابہ کرام جنہوں نے ایران کی طرف عراق کی طرف اور اُس کے شمال میں آذر بائیجان وغیرہ کی طرف پیش قدمی کی وہ صحابہ کرام اُن کی اولادیں اُن کے گھرانے یہ سب تھے۔ اب یہ خالص عربی نسلیں ہیں۔

کوفہ اور بصرہ کے نحوی :

ہمارے عربی پڑھنے والے سب جانتے ہیں کہ نحوی یعنی گرائمر اور قوائد کی کتابوں میں یہ ذکر آتا ہے کہ کوفہ کے نحوی یہ بات کہتے تھے بصرہ کے نحوی یہ بات کہتے تھے۔ آپس میں جہاں کہیں اختلاف رائے ہو وہاں اِن کا ذکر آتا ہے گویا عربی لغت کے اعتبار سے اِن کا اتنا بڑا وزن ہے کہ اِن کی بات گرائمر میں حجت بن کر چلی آرہی ہے دلیل بن کر چلی آرہی ہے۔

قرآن پاک کو جمع کرنے والے حضرات کے لیے حضرت عثمان غنیؓ کی ہدایت :

جیسے لغتِ قریش جو ہے وہ بھی ایک دلیل ہے خاص قریش کی لغت ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ اور دوسرے حضرات نے جب قرآن پاک جمع کیا تو اُس وقت حضرت عثمانؓ نے فرمایا تھا کہ اِذَا اخْتَلَفْتُمْ اَنْتُمْ وَزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ یہ طے کیا تھا ایک اصول کہ جہاں کہیں قرآن پاک کے الفاظ میں دو الفاظ کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے مثلاً تو وہاں اگر اختلاف ہو تو فَاکْتُبُوْہُ بِلُغَۃِ قُرَیْشٍ تو جو لغت قریش میں لکھے اُسے ترجیح دے۔ وہ بھی ایک

[1] مشکوٰۃ ج٢ ص٥٧٨

حجت ہے۔لغتِ حجاز، حجاز کے محاورے وہ بھی الگ آتے ہیں جیسے کَذَبَ ''کِذْبٌ'' کے معنٰی دُنیا بھر میں ''جھوٹ بولنے کے ہیں''لیکن لغتِ حجاز جو ہے اُس میں ''کَذَبَ'' کے معنٰی اَخْطَأَ کے ہیں۔ ''کَذَبْتَ'' کے معنی ہیں ''تم نے یہ بات غلط کہی''۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی گفتگو میں بھی یہ باتیں ملتی ہیں۔اس کا ترجمہ یہی صحیح بیٹھتا ہے جا کر کہ ''کَذَبْتَ'' کے معنٰی ''اَخْطَأْ'' کیے جائیں تو نے غلطی کی غلط بات کی۔تو کوفہ کا اتنا بڑا مقام ہو گیا لغت کے اعتبار سے اور اِس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں خالص عربی النسل بڑے بڑے صحابہ کرام اور اُن کی اولادیں آباد رہی ہیں۔ اُن میں غلام بھی تھے، عجمی غلام بھی تھے، سازشی بھی تھے، اس کی وجہ سے کوفہ سازشوں میں بھی مشہور رہا۔

حضرت عمرؓ کی نظر میں دینی مدارس کی اہمیت :

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اِس کا بڑا خیال رہتا تھا کہ جہاں جہاں اسلام پہنچا ئیں وہاں اسلامی تعلیم بھی فوراً پہنچا ئیں۔مذہب کیا بتاتا ہے یہ بھی فوراً پہنچے وہاں، چنانچہ آتا ہے کہ شام میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا اور وہاں اختلاف ہو گیا حضرت معاویہؓ سے اِن کا، واپس آگئے۔واپس آئے تو اُن سے پوچھا کیوں آگئے؟ کہا میرا یہ اختلاف ہوا تھا اُن سے، میں تو چلا آیا چھوڑ کر۔انہوں نے کہا نہیں، ایسی سرزمین جہاں اسلام نیا نیا پھیل رہا ہو وہاں تم جیسے آدمی کا ہونا بڑا ضروری ہے۔

حضرت معاویہؓ کے نام حضرت عمرؓ کا حکم نامہ............ابو درداءؓ مرکز کے تحت ہوں گے مقامی حکومت مداخلت نہ کرے گی :

وہیں جاؤ اور میں اُن کو لکھے دیتا ہوں کہ کسی معاملہ میں کسی بات میں تمہارا اُن سے کوئی تعلق نہیں ہوگا، براہِ راست تم میرے تحت رہو گے مرکز کے تحت رہو گے صوبائی گورنمنٹ کے تحت نہیں۔تو اُنہوں نے لکھ دیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہ میں انہیں بھیج رہا ہوں اور اِن کے اُوپر تمہارا حکم نہیں چلے گا، یہ مستقل ہیں لَا اِمْرَۃَ لَکَ عَلَیْہِ .

دینی تعلیم کے لیے حضرت ابن مسعودؓ کو کوفہ بھیج دیا :

ایسے ہی اِدھر کوفہ میں بھیج دیا حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو جن کا علمی مقام اتنا بڑا تسلیم کیا گیا ہے۔صحابہ کرامؓ کے جو حالات لکھے گئے ہیں جیسے تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے تو اُس میں ان کا

علمی مقام اتنا بڑا مانا گیا ہے کہ پہلے تو تعظیماً چاروں خلفاء کے نام لکھے ہیں، ترتیب وار ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم اِن کے بعد باقی جو عشرہ مبشرہ میں سے چھ رہے ہیں اُن کے نام آنے چاہئیں لیکن ایسے نہیں ہے۔ ان چار کے بعد پانچواں نام عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا لکھا ہے۔ گویا علمی مقام اِن کا بہت بڑا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اِن کو اختلاف ہوتا تھا رائے کا، تو گویا امیر المؤمنین جیسے عالم اور ذکی اور سمجھدار اور حافظ سے اختلاف کرنا کسی کا، یہ خاصہ مشکل کام ہے۔ جب تک اُس کی اپنی قابلیت اتنی زیادہ نہ ہو۔ تو حضرت عمرؓ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو پسند فرمایا کہ کوفہ بھیج دوں، کوفہ بھیج دیا اور لکھ دیا کہ اٰثَرْتُکُمْ بِعَبْدِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ میں نے عبداللہ ابن مسعودؓ کو تمہارے پاس بھیج کر اپنے اُوپر ترجیح دی ہے تم لوگوں کو، ورنہ میں انہیں اپنے پاس رکھنا چاہتا تھا۔ اِنہوں نے وہاں پڑھانا شروع کیا اور پڑھنے والوں کی خوش قسمتی تھی کہ اِنہوں نے جو کچھ وہ پڑھاتے تھے وہ ضبط کرتے رہتے تھے، تحریر کرتے رہتے تھے، یاد کرتے رہتے تھے۔ اور یہ کام بالکل خاموشی کے ساتھ ہوتا رہا۔ اِس کا کوئی خاص تذکرہ اُس دور میں اتنا نہیں ہوا شہرت کے ساتھ، ایک درجہ میں ہوا ہے مثلاً حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ ''طاعونِ عمواس'' میں جب اِن کی وفات ہوئی تو اُنہوں نے اپنے شاگرد عمرو ابن میمون اودیؒ سے جو مُخَضْرَمِیْنَ میں ہیں یعنی زمانہ تو پایا ہے اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا لیکن اسلام بعد میں لائے ہیں۔ اِنہوں نے پوچھا میں اب کہاں جاؤں تو انہوں نے ہدایت کی کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ تو اِس طرح کی چیزیں ملتی ہیں۔

حضرت ابنِ مسعودؓ کی تعلیمی خدمات پر حضرت علیؓ کی رائے :

پھر بعد میں جب دَور آیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اور وہ پہنچے ہیں وہاں کوفہ تو بڑے خوش ہوئے، تو انہیں معلوم ہوا اَرْبَعُ مِأَۃٍ قَدْ فَقِھُوْا یہاں تو چار سو ایسے ہیں لوگ کہ جو فقاہت کے درجہ کو پہنچے ہوئے ہیں، حدیث کی معلومات انہیں ہے، فتوے وہ دے سکتے ہیں، فیصلے وہ کر سکتے ہیں۔ یہ چار سو اور یہ سب اُن کے شاگرد، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دُعائیہ جُملے ارشاد فرمائے کہ رَحِمَ اللّٰہُ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ مَلَأَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃَ عِلْمًا اللہ تعالیٰ ابن اُم عبد پر اپنی رحمتیں بھیجے اُنہوں نے اس شہر کو علم سے بھر دیا۔ ایک دفعہ فرمایا اَصْحَابُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ سُرُجُ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے جو شاگرد ہیں وہ اِس آبادی کے اِس شہر کے چراغ ہیں۔ تو پھر اِسے بڑا مقام حاصل ہوگیا۔

اہلِ بدر اور کوفہ :

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو صحابہ کرام تھے اُن میں اہلِ بدر بھی تھے، تو اہلِ بدر کی خاصی تعداد ملتی ہے، ہم نے تلاش کے بعد ایک لسٹ تیار کی تھی تقریباً اکیس صحابہ کرام تو ہیں ایسے کہ جو بدری بھی ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ رہے ہیں صفین میں بھی ساتھ رہے ہیں جمل میں بھی ساتھ رہے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا تھا، تو اُنہوں نے بیعت لینے سے انکار کر دیا تھا کہ میں نہیں لوں گا بیعت، تو اُن سے پھر اصرار کیا اُنہوں نے پھر انکار کیا، تو آخر میں انہوں نے کہا جب تک اہلِ بدر نہ کسی کو چنیں تو میں اُس کو نہیں مانتا۔ تو اہلِ بدر جو تھے وہ آئے اور اُنہوں نے چُنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو۔

حضرت علیؓ کا جنگِ صفین کے موقع پر حضرت معاویہؓ کو جواب :

اور جب جنگِ صفین ہوئی ہے اُس میں جو گفتگو ہوئی ہے اس میں بھی یہی ہوا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو انہوں نے جو جواب کہلوایا ہے تو وہ یہ کہلوایا ہے کہ دُنیا میں کوئی بدری ایسا نہیں ہے کہ جو میرے ساتھ نہ ہو۔ تو اُس وقت ۸۰ کے قریب اہلِ بدر تھے جو حیات تھے اور بڑی تعداد ایسی بنتی ہے جو شہید ہوئے ہیں یمامہ میں اور کہاں اور کہاں، تو بہت جگہوں پر بہت بڑی تعداد شہید ہوئی ہے۔ وفات بھی ہوئی ہے تو یہ ۳۵ھ میں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا ہے تو اُس وقت تقریباً ۸۰ تھے صحابہ کرام۔

حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ میں اہلِ بدر کی تعداد سو تھی :

اور حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ کی جب وفات ہوئی ہے تو وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تھا۔ اُنہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ میرے مال میں سے اتنے اتنے دینار ہر بدری کو دے دیے جائیں تو فہرست تیار کی گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سمیت اُس وقت سو تھے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے تک بیس کے قریب اور آہستہ آہستہ وفات پا گئے۔ تو اَب اُن کے ساتھ کوفہ میں اہلِ بدر بھی تھے وہ بھی آئے۔

صرف کوفہ میں صحابہ کی تعداد پندرہ سو ہو گئی :

اور تقریباً پندرہ سو صحابہ کرام ایسے ہو گئے جو کوفہ میں رہے ہیں۔ اب کوفہ کا مقام بڑھ کر زمین سے آسمان تک پہنچ گیا اور قاموس لغت میں عربی کی بہت مشہور کتاب ہے، میں اُس میں دیکھ رہا تھا کوفہ کے بارے میں تو کوفہ

کوانہوں نے لکھا ہے " قُبَّةُ الْإِسْلَامْ " اب لغت کی کتابوں میں قبۃ الاسلام لکھنے لگے، اسلام کا گنبد ہے گویا۔ تو اب کوفہ میں پندرہ سو صحابہ کرام ہیں۔ ملکوں کو دیکھیں مصر ایک ملک ہے جیسے لیبیا، مراکش جیسے الجزائر یہ تیونس یہ سب گویا شمالی پٹی ہے ملک ہیں افریقہ کے، اِس کو فتح کرنے والے اور جانے والے صحابہ کرام کی تعداد دیکھیں کیونکہ بعد میں تو لوگ مسلمان ہوتے چلے گئے، لشکروں میں شامل ہوتے چلے گئے۔ تابعی تھے وہ، صحابی تو نہیں تھے۔ صحابہ کو اگر دیکھا جائے تو تین سو سے زیادہ نہیں ہیں۔ باقی تو اِن کے بعد صحابہ کرام کی اولادیں ہیں، عرب قبائل ہیں تابعین ہیں جنہوں نے فتح کیا، جو لشکری تھے اور صحابہ کی تعداد تین سو سے زیادہ نہیں ملتی، اسی طرح سے اور جگہوں پر بھی دیکھا جائے یہ پورے ملکوں میں نہیں ملے گی، اور یہاں صرف ایک شہر کوفہ میں پندرہ سو جمع ہو گئے۔

قرقیسیہ میں صحابہ کی تعداد :

اور ایک مقام اور ہے " قَرْقِيْسِيَة " وہ کوفہ سے کچھ فاصلے پر ہے اُس میں چھ سو صحابہ کرام آباد ہوئے ہیں، تو چھ سو یہ ہوئے، پندرہ سو وہ ہوئے۔ یہ وہ ہیں جو وہاں رہ گئے اور جو آئے اور چلے گئے وہ الگ ہیں وہ اِن کے سوا ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ اور کوفہ :

تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی لکھتے ہیں اپنے حالات میں کہ لَا اُحْصِیْ مَا دَخَلْتُ الْکُوْفَةَ وَ بَغْدَادَ میں یہ شمار نہیں کر سکتا کہ کوفہ اور بغداد میں کتنی دفعہ گیا ہوں علم حاصل کرنے کے لیے حدیثیں حاصل کرنے کے لیے۔

مسلکِ حنفی کا مرکز بھی کوفہ ہے :

اور جناب آپ یہ دیکھئے کہ وہیں سے پھر مسلک حنفی چلا ہے اور ساری دُنیا میں سب سے زیادہ تعداد میں حنفی ہی ہیں، یہ بھی وہیں سے نکلا ہے۔ اگرچہ شیعہ بھی وہیں تھے، خوارج بھی وہیں تھے، مگر اہل سنت بھی وہیں تھے، یہ مصنَّفِ ابن ابی شیبہ بہت بڑی کتاب ہے، مصنَّفِ عبدالرزاق سے بھی زیادہ بڑی ہے۔ یہ چھپ کر آئے گی صحیح تو پھر پتہ چلے گا مگر مجھے لگتا ہے کہ یہ اُس سے زیادہ بڑی ہے تو اُس کے مصنف جو ہیں وہ بھی وہاں کے ہیں اور پتہ نہیں کون کون سفیان ثوری، سفیان ابن عیینہ وغیرہ وغیرہ بہت حضرات ہیں کوفہ میں، اِس کی لسٹ بنائی ہے۔

''معرفت علوم الحدیث'' میں حاکم نیشاپوریؒ نے تو پوری دُنیا کے مقامات اور وہاں کے علماء کی جو مجتہد کے درجہ کے تھے فہرست بنائی ہے جیسے امام مالکؒ، امام احمدؒ، امام ابواسحٰقؒ وغیرہ یا بڑے بڑے محدثین جو تھے اُس درجہ کے اُن کی ہر جگہ کی فہرست بنائی ہے۔ تو کوفہ کی تعداد پوری دُنیا کی ایک تہائی بنتی ہے باقی ساری دُنیا کے سارے مقامات کی بنے گی، اتنی بڑی فہرست بنائی ہے۔

قراءاتِ متواترہ اور کوفہ :

پھر وہاں سے قراءت بھی چلی ہے، اب وہ حدیث کا مرکز ہوا، فقہ کا مرکز ہوا، قراءت کا بھی مرکز ہوا، تو جو سات قاری ہیں اِن میں سے تین فقط کوفہ کے ہیں۔ اور باقی ایک مکہ مکرمہ، ایک بصرہ، ایک شاید مدینہ منورہ یا شام۔ اس طرح سے یہ مختلف جگہوں کے بنتے ہیں اور جو دس قراءتیں آتی ہیں تو اُن میں عشرہ میں سے چار جو ہیں وہ صرف کوفہ کے ہیں اور باقی ساری دُنیا کے ہیں۔ آج جو قراءت رائج ہے وہ حفصؒ کی روایت ہے۔ پوری دُنیا میں وہی رائج ہے وہی پڑھی جاتی ہے نمازوں میں اور ہر جگہ۔ جہاں سے ریڈیو کھولیں وہی قراءت چلے گی یعنی حفص عن عاصم۔ تو جو قراءت چلی وہ بھی کوفہ کی جو کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا شہر ہے، فقہ چلی وہ کوفہ کی، وجہ کیا ہے؟ وجہ وہی ہے کہ پہلے حضرت ابن مسعودؓ بعد میں حضرت علیؓ وہاں تشریف لاکر قیام فرما ہوئے۔

مسلکِ حنفی کی بنیاد حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ ہیں :

اور مذہب حنفی کی بناء جو ہے وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان تین صحابہ کرام پر اور اِن کے اقوال اِن کے اجتہاد اِن کے فتووں پر فیصلوں پر مسلک حنفی کی بنیاد ہے۔ تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں تعریف آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو بلا مشورہ کے امیر بناتا تو میں ابن اُم عبد یعنی عبداللہ ابن مسعودؓ کو امیر بنا دیتا۔ اور اسی طریقہ پر یہ بھی آتا ہے رَضِیْتُ لِاُمَّتِیْ مَارَضِیَ لَھَا ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ میں اپنی اُمت کے لیے اُس چیز پر خوش ہوں جس چیز پر ابن مسعودؓ خوش ہوں۔ تو بڑا مقام اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمایا۔ اللہ اُن کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں آخرت میں اُن کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین۔ اختتامی دُعا.............

❁ ❁ ❁

سلسلہ نمبر۲۲

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

یزید کے بارے میں اکابر اہل سنت والجماعت کا مسلک

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

محترم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہم کی تحریرات بہت مفید ہوتی ہیں، مسلک اکابر اہل سنت والجماعت (دیوبند) میں انہیں بحمد اللہ تصلُّب حاصل ہے۔ جماعت مودودی اور شیعوں سے انہیں اِس درجہ بُعد ہے کہ وہ مصلحتاً عارضی طور پر اِن سے سیاسی گٹھ جوڑ اور اتحاد کے بھی قائل نہیں ہیں۔ مسلک اکابر پر مضبوطی سے قیام ہی کی وجہ سے وہ شیعوں کی طرح خوارج کو بھی غلط گردانتے ہیں، اِن کے نظریات کی تردید کرتے ہیں۔

میں نے اِن کی تحریر ''دفاعِ صحابہؓ '' کا متعدد جگہ سے مطالعہ کیا اِس میں اِن سب مسالک پر تھوڑی تھوڑی روشنی ڈالی گئی ہے اور فرقہ خوارج یزیدیہ پر بھی رَد کیا ہے۔

یزید کے بارے میں اکابر اہل سنت والجماعت (دیوبند) کبھی حسن ظن میں مبتلا نہیں رہے کیونکہ انہوں نے اُس کے پورے دورِ حکومت (امارت) کو سامنے رکھا ہے جس کی خرابی شہادت حسینؓ سے شروع ہوئی اور انجام واقعۂ حرہ اور مکہ معظّمہ پر فوج کشی پر ہوا، اِسی دوران یزید کی موت واقع ہوئی۔

اس نے مسلم بن عقبہ مری کو حکم دیا تھا کہ مدینہ منورہ فتح کرنے کے بعد تین دن تک جو چاہے کارروائی کرے، یہ ''حرمِ مدینہ'' کی زبردست اہانت تھی جو اُس نے کی، واقعۂ حرہ کے مقتولین پر صدمہ کا ذکر صحاح ستہ میں

بھی آتا ہے۔ تاریخ میں تو بہت کچھ ہے اِس میں سے ائمہ حدیث نے معتبر مان کر جو کچھ لکھا ہے اُس سے اِس کی زیادتیوں اور ظلم کا اندازہ کیجیے۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں :

ثُمَّ خَرَجَ اَھْلُ الْمَدِیْنَةِ عَلٰی یَزِیْدَ وَخَلَعُوْہُ فِیْ سَنَةِ ثَلَاثٍ وَّسِتِّیْنَ فَاَرْسَلَ اِلَیْھِمْ مُسْلِمَ بْنَ عُقْبَةَ الْمُرِّیَّ وَاَمَرَہٗ اَنْ یَّسْتَبِیْحَ الْمَدِیْنَةَ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ وَاَنْ یُّبَایِعَھُمْ عَلٰی اَنَّھُمْ خولٌ وَّعَبِیْدٌ لِّیَزِیْدَ فَاِذَا فَرَغَ مِنْھَا نَھَضَ اِلٰی مَکَّةَ لِحَرْبِ ابْنِ الزُّبَیْرِ فَفَعَلَ بِھَا مُسْلِمٌ اَلْاَفَاعِیْلَ الْقَبِیْحَةَ. وَاَفْحَشَ الْقَضِیَّةَ اِلَی الْغَایَةِ ثُمَّ تَوَجَّهَ اِلٰی مَکَّةَ. (تھذیب التھذیب ج۱۱ ص ۳۶۱)

''پھر ۶۳ھ میں اہل مدینہ نے یزید کے خلاف خروج کیا، بیعت توڑ دی تو یزید نے ان کے پاس مسلم بن عقبہ مری کو لشکر دے کر بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ مدینہ منورہ کو تین دن حلال رکھے (قتل یا لوٹ مار کے لیے) اور یہ کہ اہل مدینہ سے اِن کلمات پر بیعت لے کہ وہ یزید کے خادم اور غلام ہیں۔ اور جب اِس سے فارغ ہوجائے تو مکہ مکرمہ میں ابن زبیر پر چڑھائی کرے۔ یزید کے اِس حکم پر مسلم بن عقبہ نے بدترین افعال کا ارتکاب کیا، انتہا درجہ فحش معاملہ بناڈالا پھر مکہ مکرمہ روانہ ہوا''۔

تو اللہ تعالیٰ نے اُسے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اپنی گرفت میں لے لیا، اُس نے مرتے وقت حصین بن نمیر السکونی کو اپنا قائم مقام امیر لشکر بنادیا، ان فوجوں نے حضرت ابن زبیر کا محاصرہ کیا اور کعبۃ اللہ پر منجنیق نصب کی، اس سے کعبہ کے ستون اور عمارت کمزور ہوگئی کعبۃ اللہ کو آگ بھی لگی، ان فوجوں کے ان ہی افعال قبیحہ کے دوران اچانک یزید کی ہلاکت کی خبر پہنچی تو یہ لشکری لوٹ گئے، وکفی اللہ المؤمنین القتال۔ اللہ تعالیٰ مومنین کے لیے قتال کے لیے کافی ہوگیا۔ یزید کی ہلاکت نصف ربیع الاول ۶۴ھ میں ہوئی اُس وقت اُسکی عمر چالیس سال سے کم تھی۔

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں :

وَقُتِلَ مِنْھُمْ خَلْقٌ کَثِیْرٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَاَبْنَائِھِمْ وَسَبَقَ اَکَابِرَ التَّابِعِیْنَ وَفُضَلَائِھِمْ وَاسْتَبَاحَھَا ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ نَھْبًا وَّقَتْلًا ثُمَّ بَایَعَ مَنْ بَقِیَ عَلٰی اَنَّھُمْ عَبِیْدٌ لِّیَزِیْدَ وَمَنِ امْتَنَعَ قُتِلَ. (لسان المیزان ج۶ ص ۲۹۴)

''مدینہ شریف میں بہت ساری خلقت صحابہ کرام اور اُن کی اولاد میں سے قتل کردی گئی، جو بڑے درجہ کے تابعین اور فضلاء تھے انہیں پہلے شہید کیا اور تین دن تک لوٹ مار، قتل و غارتگری کی اپنے لشکر کو عام اجازت دی پھر جو باقی رہ گئے اُن سے اِن الفاظ سے بیعت لی کہ یہ یزید کے غلام ہیں اور جس شخص نے یہ نہ مانا اُسے قتل کردیا گیا''۔

ابن تیمیہؒ نے یزید کا یہ واقعہ اور اس کا سبب بیان کیا ہے کہ اُس نے اہلِ حرہ کے ساتھ جو کچھ کیا تو اُس کی (یزید کی اِس گستاخانہ جرأت کی) وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب اہل مدینہ نے اُس کے نوابوں (نائبوں) کو اور اُس کے خاندان (رشتہ داروں) کو مدینہ شریف سے نکال دیا تھا اور اُس کی بیعت توڑ دی۔

وَاَمَّا مَا فَعَلَہٗ بِاَھْلِ الْحَرَّۃِ فَاِنَّھُمْ لَمَّا خَلَعُوْہُ وَاَخْرَجُوْا نُوَّابَہٗ وَعَشِیْرَتَہٗ اَرْسَلَ اِلَیْھِمْ مَرَّۃً بَعْدَ مَرَّۃٍ یَطْلُبُ الطَّاعَۃَ فَامْتَنَعُوْا فَاَرْسَلَ اِلَیْھِمْ مُّسْلِمَ بْنَ عُقْبَۃَ الْمُرِّیَّ وَاَمَرَہٗ اِذَا ظَھَرَ عَلَیْھِمْ اَنْ یُّبِیْحَ الْمَدِیْنَۃَ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ وَھٰذَا ھُوَ الَّذِیْ اَعْظَمَ اِنْکَارَ النَّاسِ لَہٗ مِنْ فِعْلِ یَّزِیْدَ وَلِھٰذَا قِیْلَ لِاَحْمَدَ اَنَکْتُبُ الْحَدِیْثَ عَنْ یَّزِیْدَ قَالَ لَا وَلَاکَرَامَۃَ اَوْ لَیْسَ ھُوَ الَّذِیْ فَعَلَ بِاَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ مَافَعَلَ.

(منھاج السنۃ ج۲ ص ۲۵۳)

''تو اُس نے یکے بعد دیگرے پیغام بھیجے کہ اہل مدینہ اطاعت قبول کرلیں لیکن وہ نہ مانے تو یزید نے مسلم بن عقبہ مری کو مدینہ شریف پر حملہ کے لیے بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ جب تم غلبہ پالو، تو تین دن تک تمہیں لوٹ مار، قتل و غارتگری کی عام اجازت ہوگی اور اِس کا یہی وہ فعل ہے جس نے اُس پر لوگوں کی نکیر بڑھادی۔ اس لیے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا گیا کہ کیا ہم یزید کی حدیث لکھ لیں تو انہوں نے فرمایا نہیں اور اِس میں کوئی فضیلت نہیں۔ کیا یزید وہی نہیں ہے جس نے اہل مدینہ کیساتھ ناقابل ذکر بدسلوکی (ظلم و بےحرمتی) کی''۔

غرض اس نے لشکر بھیج دیا، لشکر کو اہل مدینہ پر ظلم کا حکم دیا پھر وہاں سے فارغ ہوکر مکہ مکرمہ پر حملہ کا حکم دیا تھا اور یہ سب کچھ اِسی کے حکم سے ہورہا تھا کہ اِسی دوران شام میں یزید کی موت واقع ہوئی۔ امام غزالیؒ ابن عربی اور ملا علی قاریؒ جنہوں نے اِس کی پوری تاریخ پیش نظر نہیں رکھی انہوں نے اس کے لیے ترحیم دعاء رحمت کی بات

لکھی ہے، لیکن علماء اہلِ سنت والجماعت (دیوبند) نے اُس کے آخری عمل کو بھی سامنے رکھا تو اُنہوں نے ترحیم نہیں کی بلکہ بعض اکابر نے اس کے لیے "پلید" کا لفظ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے "سوءِ سیرت" کا جملہ استعمال فرمایا ہے۔ اُس کے بارے میں امام غزالیؒ وغیرہ سے پہلے اسلاف کا نقطۂ نظر بھی یہی چلا آرہا ہے۔

یزید کے بارے میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو نقل کرتے ہوئے ابن تیمیہ لکھتے ہیں :

وَقَالَ لَهُ ابْنُهُ اِنَّ قَوْمًا يَّقُوْلُوْنَ اِنَّا نُحِبُّ يَزِيْدَ فَقَالَ هَلْ يُحِبُّ يَزِيْدَ اَحَدٌ فِيْهِ خَيْرٌ؟ فَقِيْلَ لَهُ فَلِمَاذَا لَا تَلْعَنُهُ فَقَالَ وَمَتٰى رَاَيْتَ اَبَاكَ يَلْعَنُ اَحَدًا.

(سوال فی یزید ص ۱۲)

"امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اُن کے صاحبزادے نے عرض کیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم یزید سے محبت رکھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا: کیا کوئی ایسا شخص کہ جس کی طبیعت میں نیکی ہو یزید سے محبت رکھے گا؟ اِس پر اُن سے عرض کیا گیا تو آپ اُس پر لعنت کیوں نہیں فرماتے؟ انہوں نے فرمایا تم نے اپنے باپ کو کب دیکھا ہے کہ اُس نے کسی پر لعنت کی ہو"۔

ابن تیمیہؒ کے نزدیک یزید خلفاء راشدین کی فہرست سے خارج ہے۔ حتی کہ جو شخص اِسے خلیفۂ راشد کہے اُس کے بارے میں وہ لکھتے ہیں :

وَمَنْ جَعَلَهُ مِنَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ فَهُوَ اَيْضًا ضَالٌّ مُّبْتَدِعٌ كَاذِبٌ.

(سوال فی یزید لابن تیمیة ص۱۵)

"اور جو شخص یزید کو خلفاء راشدین میں جو ہدایت پر قائم رہے شمار کرے تو وہ بھی گمراہ ہے، بدعتی ہے، جھوٹا ہے"۔

حافظ ذہبیؒ اور حافظ ابن حجرؒ یزید سے روایت کردہ حدیثوں کے بارے میں لکھتے ہیں :

مَقْدُوْحٌ فِيْ عَدَالَتِهٖ لَيْسَ بِاَهْلٍ اَنْ يُّرْوٰى عَنْهُ. وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَايَنْبَغِيْ اَنْ يُّرْوٰى عَنْهُ. (لسان المیزان ج ٦ ص ۲۹۳. میزان الاعتدال للذهبی ج۴ ص ۴۴۰)

"حدیث میں اِس کی عدالت مخدوش ہے، یہ اِس کا اہل نہیں ہے کہ اس سے حدیث کی روایت کی جائے اور امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا ہے کہ اِس کی روایت نہ لینی چاہیے"۔

اِن معروضات کے بعد گزارش ہے کہ یزید کے بارے میں جو ذہن محمود احمد عباسی کی کتابوں سے بن رہا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ عباسی صاحب نے اپنے خاص ذہن کی وجہ سے تاریخ کا بہت بڑا حصہ غائب ہی کر دیا ہے، آج کل لوگوں کا علمی ذوق اتنا ہی رہ گیا ہے کہ وہ اُردو کی کتابیں پڑھ لیں حالانکہ علماء کا فرض ہے کہ وہ یہ بھی دیکھیں کہ لکھنے والے نے تحریف اور قطع و برید تو نہیں کی اور اصل مراجع اور مأخذ کا بھی مطالعہ کریں اور اگر اتنی محنت نہیں کر سکتے تو اپنے اکابر کی تحقیقات پر اعتبار کریں۔ عباسی صاحب کی تمام ہی تحقیقات قطع و برید سے پُر ہیں۔ آج کل اسی طرح کی تحقیقات چھپ رہی ہیں، انہیں لوگ آخری تحقیق کا درجہ دیے جا رہے ہیں چاہے وہ تحقیق نہ ہو تحریف ہی ہو، کیونکہ موجودہ دور میں لکھنے والے متقی نہیں ہیں اس لیے اپنی خواہش کے مطابق جگہ جگہ سے عبارتیں لے کر ایک خوبصورت و مؤثر مضمون بنا دیتے ہیں جس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا چہ جائیکہ وہ تحقیق ہو۔ اس لیے سب سے سہل اور عمدہ راستہ یہی ہے کہ اِسلاف کا مسلک معلوم کر لیا جائے اور اُس پر قائم رہا جائے۔ وَاللّٰہُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ .

حامد میاں غفرلہٗ

۳؍جمادی الاولی ۱۴۰۲ھ

۲۸؍فروری ۸۲ء یکشنبہ

درسِ حدیث

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب (مہتمم جامعہ مدنیہ جدید) ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتہ کو بعد از نمازِ عصر شام 5:00 بمقام 537-A فیصل ٹاؤن نزد جناح ہسپتال مستورات کو حدیث شریف کا درس دیتے ہیں۔ خواتین کو شرکت کی عام دعوت ہے۔ (اِدارہ)

قسط : ۳

اَللَّطَائِفُ الْاَحْمَدِيَّةِ فِی الْمَنَاقِبِ الْفَاطِمِيَّةِ رضی اللہ عنہا

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب

﴿ حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

(۹) اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ نَادٰى مُنَادٍ مِّنْ وَّرَاءِ الْحِجَابِ يَا اَهْلَ الْجَمْعِ غُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ حَتّٰى تَمُرَّ (رواه الحاكم مرفوعا وصححه)

''جناب رسول مقبول ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا ایک آواز دینے والا پردہ کے پیچھے سے پکارے گا کہ اے مجمع کے لوگو اپنی آنکھیں بند کرلو، حضرت فاطمہؓ کی وجہ سے یہاں تک کہ وہ گزر جائیں۔''

غرض یہ ہے کہ یہ خصوصیت پردہ کرانے کی آپ کو میسر ہوگی کہ آپ کے واسطے پردہ کرایا جاوے گا دُنیا میں آپ کے اندر بوجہ آپ کے کامل الایمان ہونے کے اعلیٰ درجہ کی شرم وحیا تھی چنانچہ شروع کتاب میں کسی قدر اِس کے متعلق بیان ہو چکا ہے پس حق تعالیٰ قیامت میں بھی اُس حیاء کا خیال فرماوینگے۔ شریعت نے جس مصلحت سے دُنیا میں پردہ مشروع اور واجب کیا ہے اُس خاص وقت بلکہ ہمیشہ جنت میں وہ مصلحت نہ ہوگی مگر اعلیٰ درجہ کی حیاء مقتضی ہے کہ پردہ وہاں بھی کیا جائے اور بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ خصوصیت حضرت فاطمہ ؓ کو اُس وقت حاصل ہوگی جبکہ اہل جنت جنت میں داخل نہ ہوئے ہونگے کیونکہ وہاں تو باقتضائے غیرت سب عورتوں کا پردہ ہوگا اجنبیوں سے۔ سبحان اللہ! جو ذات مقدسہ دُنیا میں بھی اعلیٰ درجہ کی حیا سے رہی اور محشر اور جنت میں بھی اِس دولت سے مالا مال ہو اُس کی کیا مدح کی جائے۔

فائدہ : اِس قصہ سے ضمناً یہ بھی معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ شانہٗ کا برتاؤ بندہ سے اُس کی نیت اور حالت کے اختیار سے دین و دُنیا میں ہوتا ہے پس چاہیے کہ اعلیٰ درجہ کے کمالات دینیہ کا طالب رہے اور اِسی پر عمل درآمد کرے اور

تابمقدور خوب سعی کرے اللہ تعالیٰ پناہ دے گا "ہمتِ مردان مددِ خدا" مثل مشہور ہے۔ خوب سمجھ لو غرض اس سوانح عمری لکھنے سے یہی ہے کہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ اور اشارۃً اِس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام عورتوں سے حضرت فاطمہؓ افضل ہیں اِس لیے کہ اعلیٰ درجہ کی غیرت اعلیٰ درجہ کے ایمان کا ثمرہ ہے۔ پس آپ کا ایمان اعلیٰ ہوا جس کی وجہ سے یہ خصوصیت میسر ہوئی اور اِس فضیلت کو فضیلتِ جزئی کہہ کر بغیر کسی قرینہ کے تاویل کرنا غیر مناسب ہے۔

(۱۰) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍؓ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآئَکُمْ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلِیًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَ حُسَیْنًا فَقَالَ اَللّٰھُمَّ ھٰٓؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ. (رواہ مسلم)

"حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ جب آیت نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآئَکُمْ نازل ہوئی۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بُلایا پھر فرمایا کہ اے اللہ! یہ لوگ میرے گھر والے ہیں۔" (اس کو امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے)

پورا قصہ یوں ہے کہ عرب میں قاعدہ تھا کہ جب کوئی قوم اپنے درمیان اختلاف کرتی کسی بات میں اور ایک دوسرے کو جھٹلاتے اور ظلم کرتے تو باہر شہر کے آتے تھے اور ایک دوسرے پر لعنت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جھوٹے پر اور ظالم پر خدا کی لعنت (لعنت کے معنی خدا کی رحمت سے دُور ہونا)۔ پس عرب میں عیسائیوں کا بھی ایک قبیلہ تھا بنی نجران اور اُن کو حضور سرورِ عالم ﷺ نے نامہ لکھا تھا اور مسلمان ہونے کا حکم فرمایا تھا اُنہوں نے چودہ آدمی اپنی قوم میں سے چھانٹ کر آپ کی خدمت میں بھیجے۔ پہلے دن ریشمین کپڑے اور انگوٹھیاں سونے کی پہن کر جناب رسول مقبول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے اُن کے سلام اور کلام کا کچھ جواب نہ دیا۔ وہ حیران ہوئے دوسرے دن وہ لوگ بمشورۂ عثمانؓ اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ (اِن دنوں حضرات سے اور اُن لوگوں سے پہلے سے جان پہچان تھی) اور موافق رائے حضرت علیؓ کے کہ اُس وقت اُن دونوں حضرات کے پاس تشریف فرما تھے وہ لباس اور انگوٹھی اُتار کر سادے لباس سے خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اُن کے سلام کا جواب دیا اور اُن سے گفتگو فرمائی اور مسلمان ہونے کو فرمایا اُنہوں نے قبول نہ کیا اور بہت بیجا مباحثہ کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حال پوچھا، آپ نے فرمایا کہ ٹھیرو اِس شہر میں تمہیں جواب ملے گا۔

اللہ تعالیٰ نے چند آیتیں نازل فرمائیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔ حال عیسٰیؑ کا نزدیک اللہ کے مثل آدمؑ کے ہے، پیدا کیا اُن کو اللہ نے مٹی سے اور کہا موجود ہو، وہ پیدا ہو گئے۔ حق تیرے رب کی طرف سے ہے اِس میں کچھ شبہ مت کر (حضور ﷺ کو شک کیسے ہوسکتا تھا۔ پس مراد یہ ہے کہ آپ کی اُمت کو کسی طرح کا شبہ نہ ہو) پھر جو کوئی جھگڑے تجھ سے اِس بات میں تو کہدے کہ آؤ ہم بلا دیں اپنے بیٹے اور اپنی عورتوں کو اور تم بلاؤ اپنے بیٹوں اور اپنی عورتوں کو اور خود ہم بھی آویں اور تم بھی آؤ اور پھر کریں لعنت اللہ کی جھوٹوں پر۔ حضور ﷺ نے یہ آیتیں سنا دیں۔ اُنہوں نے مضمونِ آیتوں کا اقرار نہ کیا اور مباہلہ کے بارہ میں کہا کہ کل اِس بارہ میں ہم آکر گفتگو کریں گے۔ اپنے مکان پر جا کر اپنے سردار سے جس کا نام عاقب تھا پوچھا کہ تیری کیا رائے ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ اے گروہ نصاریٰ تم خوب جانتے ہو کہ محمد (ﷺ) پیغمبر برحق ہیں اور جو پیغمبر سے مباہلہ کرتا ہے بیشک تباہ ہو جاتا ہے، مباہلہ مت کرو۔

مباہلہ اِسے کہتے ہیں کہ لوگ جو آپس میں کسی بات پر جھگڑتے ہوں یکجا ہو کر بہت اچھی طرح مبالغہ سے اللہ سے دُعا کریں کہ جو باطل پر ہو اُس پر خدا تعالیٰ کی لعنت اُترے اور وہ تباہ ہو جاوے اور مباہلہ میں زیادہ مبالغہ کی صورت یہ ہے کہ دونوں طرف کے لوگ اپنی اولاد اور عورتوں کو مباہلہ کی جگہ حاضر کریں اللہ نے ایسا ہی مباہلہ کا حکم دیا تھا۔ دوسرے دن نصاریٰ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ مع حضرت علیؓ و جناب سیدۃ النساء فاطمہؓ و حضرات حسنینؓ کے تشریف لائے اور اِن سے فرمایا کہ میری دُعا کے ساتھ آمین کہنا۔ عیسائی اِن پنجتن پاک کی مبارک اور منور صورت دیکھ کر گھبرائے اور ابوالحارث بن علقمہ نے کہا کہ یہ لوگ ایسے نظر پڑتے ہیں کہ اگر خدائے تعالیٰ سے پہاڑ کے ٹل جانے کی دُعا کریں تو پہاڑ ٹل جاوے، ہرگز اِن سے مباہلہ نہ کرو۔ پس نصاریٰ نے مباہلہ نہ کیا اور نہ اسلام لائے اور اسلام کی ماتحتی اختیار کی اور جزیہ دینا قبول کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو سب بندر اور سُور ہو جاتے اور یہ جنگل اِن پر آگ برساتا اور ایک سال میں پردہ زمین پر ان کا نام و نشان نہ رہتا سب تباہ ہو جاتے۔ اور اشعۃ اللمعات میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پرندے بھی درختوں پر جل جاتے (یعنی اِن کے وبال سے اِس مقام میں اِس قدر عذاب آتا) حضور ﷺ نے جو لوگ آیت میں مراد تھے اُن کو ہمراہ لیا تھا جن سے کہ آپ کو بہت محبت تھی۔ ایسے موقع پر اپنے پیاروں کو لے جانا بڑے سچے اور قوی حجت والے کا کام ہے۔ یہ بڑا عظیم الشان حضور ﷺ کا معجزہ ہے کہ نہ ہتھیار ہیں نہ روپیہ خرچ ہوتا ہے فقط زبان

ہلتی ہے لیکن بوجہ رُعبِ خداوندی جو اللہ والوں کے نورانی چہروں سے نمایاں تھا ایسا غالب ہوا کہ اِن حضرات کے اہل حق ہونے کا اقرار کرلیا اور دُعا کے لیے زبان ہلانے کی جرأت نہ ہوئی لیکن بدنصیبی کی وجہ سے ایمان سے محروم رہے۔ یہاں سے بزرگی اِن حضرات کی ملاحظہ کرنا چاہیے جن میں حضرت فاطمہ ؓ بھی ہیں کہ کافر دشمنوں نے بھی اِن کی بزرگی کا اقرار کرلیا اور حضور ﷺ کا معجزہ اِن حضرات کے ذریعہ سے صادر ہوا، نیز اِن حضرات کا محبوب عندالرسول ہونا کس درجہ ثابت ہوا کہ ایسے موقع پر جہاں بڑے محبوب حضرات کی ضرورت تھی آپ اُن کو ہمراہ لے گئے۔ یہاں سے بہت بڑی فضیلت حضرت فاطمہ ؓ کی ثابت ہوتی ہے جو مطلوب مقام ہے اور احکام شرعیہ اور تقویٰ کی بجا آوری کا نتیجہ ہے۔

(۱۱) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُّرَحَّلٌ مِّنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَآءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَآءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهٗ ثُمَّ جَآءَ تْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَآءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا. (رواہ مسلم)

''حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ باہر تشریف لائے، صبح کے وقت اِس حالت میں کہ آپ پھول دار کمل بالوں کا اَوڑھے تھے، پس آئے حضرت امام حسن بن علی ؓ۔ سو آپ نے اُن کو اُس کمل میں داخل کیا پھر حضرت امام حسین ؓ آئے اُن کو بھی حضرت امام حسن ؓ کے ہمراہ کرلیا، پھر حضرت فاطمہ ؓ آئیں اِن کو بھی داخل فرمایا پھر حضرت علی ؓ آئے پس اِن کو بھی داخل فرمالیا، پھر یہ آیت پڑھی اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا یعنی سوائے اِس کے نہیں ہے کہ اللہ چاہتا ہے کہ دُور کرے تم سے پلیدی گناہوں کی، اے اہل بیتِ نبوت اور تم کو خوب پاک کرے''۔

اور ابن ابی شیبہ نے حضرت اُم سلمہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ کہا اُنہوں نے کہ میں تھی پاس رسول اللہ ﷺ کے، کہ خادم نے آکر خبر دی کہ حضرت علی ؓ اور حضرت فاطمہ ؓ چوکھٹ پر کھڑی ہیں۔ پس فرمایا آنحضرت ﷺ نے مجھ سے کہ علیحدہ ہوجاؤ سو میں گھر کے اندر چلی گئی، پھر آئے حضرت امام حسن ؓ اور امام حسین ؓ پس آپ نے دونوں صاحبزادوں کو گود مبارک میں لے لیا اور حضرت علی ؓ کو ایک ہاتھ سے پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے حضرت

فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تھاما اور اپنے بدن سے چسپاں کرلیا اور سیاہ کمل جو آپ اُوڑھے تھے اُن سب پر لپٹایا اور فرمایا اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں جو تیری طرف آئیں ہیں نہ آگ (عذاب) کی طرف (یعنی اِن پر اور مجھ پر رحمت فرما اور عذاب سے بچا) میں اور میرے اہل بیت۔ نیز اشعۃ اللمعات اور روضۃ الاحباب اور ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ گزرتے تھے حضرت فاطمہؓ کے گھر پر جب فجر کی نماز کو مسجد میں تشریف لاتے تھے اور فرماتے تھے اَلصَّلٰوۃ یَا اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ الایۃ. یعنی نماز پڑھو اے اہل بیت نبوت اور پھر یہی آیت پڑھتے جو مع ترجمہ گزر چکی اور اُس میں اہل بیت کی بزرگی کا بیان ہے اور چھ ماہ تک ایسا ہی برتاؤ حضور ﷺ نے رکھا (اور منجملہ حکمتوں کے ایک یہ بھی اس میں حکمت تھی کہ طہارت اہل بیت خوب لوگوں کے ذہن میں جانشین ہوجائے۔

اور تفسیر اِتقان میں ہے اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَغَیْرُہٗ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَلَمَۃَ وَابْنُ جَرِیْرٍ وَغَیْرُہٗ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَۃَ وَعَلِیًّا وَحَسَنًا وَحُسَیْنًا لَمَّانَزَلَتْ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ الایۃ. فَجَلَّلَھُمْ بِکِسَآءٍ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ فَاَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا. یعنی امام ترمذیؒ وغیرہ نے عمر بن ابی سلمۃ اور امام بن جریر وغیرہ نے حضرت اُم سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے بلایا حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ وحضرت امام حسنؓ وحضرت امام حسینؓ کو جس وقت کہ آیت تطہیر (جو مع ترجمہ گزر چکی) نازل ہوئی پس اُوڑھایا اُن کو کمل اور کہا اے اللہ یہ لوگ میرے اہل بیت (گھر والے) ہیں سو دُور کردے اِن سے پلیدی (گناہ) اور اِن کو خوب پاک کردے اور تفسیر ابن جریر طبری پارۂ بائیس میں حدیث ہے حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَیْدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوْسِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ حَکِیْمِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ ذَکَرْنَا عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عِنْدَ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ فِیْہِ نَزَلَتْ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا قَالَتْ اُمُّ سَلَمَۃَ جَآءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی بَیْتِیْ فَقَالَ لَاتَاْذَنْ لِاَحَدٍ فَجَآءَتْ فَاطِمَۃُ فَلَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اَحْجُبَھَا عَنْ اَبِیْھَا ثُمَّ جَآءَ الْحَسَنُ فَلَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اَمْنَعَہٗ اَنْ یَّدْخُلَ عَلٰی جَدِّہٖ وَاُمِّہٖ وَجَآءَ الْحُسَیْنُ فَلَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اَحْجُبَہٗ فَاجْتَمَعُوْا حَوْلَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی بِسَاطٍ فَجَلَّلَھُمْ نَبِیُّ اللّٰہِ بِکِسَآءٍ کَانَ عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ ھٰؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ فَاَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا فَنَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ حِیْنَ

اِجْتَمَعُوْا عَلَی الْبِسَاطِ قَالَتْ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَاَنَا قَالَتْ فَوَ اللّٰہِ مَا اَنْعَمَ وَقَالَ اِنَّکِ اِلٰی خَیْرٍ اِنْتَھٰی. ترجمہ اِس کا یہ ہے کہ حکیم سعد کے بیٹے فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت علیؓ کا ذکر حضرت اُم سلمہؓ کے سامنے کیا اُنہوں نے فرمایا اُن کی (یعنی حضرت علیؓ کی) شان میں یہ آیت (مذکورہ) نازل ہوئی ہے اور فرمایا کہ نبی ﷺ میرے مکان میں رونق افروز ہوئے پھر فرمایا کہ کسی کو (یہاں آنے کی) اجازت نہ دینا (مگر یہ حکم ضروری نہ تھا) اس کے بعد فاطمہؓ آئیں، سو میں اِس بات پر قادر نہ ہوئی کہ اُن کو روکوں اُن کے باپ کے پاس جانے سے، پھر امام حسنؓ آئے سو میں قادر نہ ہوئی کہ اُن کو روکوں اپنے نانا اور اپنی ماں کے پاس جانے سے، اور امام حسینؓ آئے سو میں قادر نہ ہوئی اُن کے روکنے پر۔ پس جمع ہوئے وہ سب گرد نبی ﷺ کے ایک بچھونے پر پھر آپ نے (یعنی رسول اللہ ﷺ نے) اُن کو ایک کمل اُڑھایا جس کو آپ اَوڑھے تھے پھر کہا یہ میرے اہل بیت ہیں سو دُور کردے (اے اللہ تعالیٰ) اِن سے نجاست اور اِن کو خوب پاک کردے۔ پس یہ آیت (تطہیر جو اُوپر گزری) نازل ہوئی جبکہ وہ سب جمع ہوئے بچھونے پر، کہا حضرت اُم سلمہؓ نے، پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اور میں (یعنی آپ مجھے بھی اِس دُعا میں شامل فرمایئے) سو خدا کی قسم آپ نے نعم (یعنی ہاں) نہیں فرمایا اور کہا تم بھلائی پر ہو (یعنی تم کو بھی مجھ سے خاص تعلق ہے مگر یہ معاملہ خاص اِن ہی حضرات کے ساتھ ہے بحکم خدائے عز وجل) حدیث تمام ہوئی۔

اُس کمل میں حضرت علیؓ کا شامل ہونا حضرت اُم سلمہؓ نے اور حضرات کے ساتھ ذکر نہیں کیا لیکن پہلے فرما چکی ہیں کہ اِن کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی اِس لیے اب دوبارہ ذکر نہیں کیا یا روایت کرنے والے سے اُن کا بیان رہ گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ نے جناب رسول اللہ ﷺ کی دُعا قبول فرمائی اور وہ حضرات حفاظت کے پروانہ سے مشرف ہوئے اور روایت مذکورہ کی تائید آئندہ حدیث مرفوع سے ہوتی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت تطہیر میرے اور چاروں حضرات مخصوصین کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ تمہید ابو الشکور سلمی میں امکان عصمت غیر انبیاءؑ کو ثابت کیا ہے اور حضرت ابو سفیانؓ کا وقت اسلام سے کوئی گناہ نہ کرنا خود اُن ہی سے احیاء العلوم میں اور حضرت عکرمہ بن ابی جہل کا یہی حال قرۃ العیون میں منقول ہے اور ظاہر یہ ہے کہ آیت کریمہ اول حضرات ازواجِ مطہرات کے باب میں نازل ہوئی جیسا کہ سیاق آیت بھی اس کا مؤید ہے پھر دُعا کے بعد اِن حضرات یعنی جناب رسول اللہ ﷺ وحضرت فاطمہؓ وغیر ہم کے باب میں نازل ہوئی۔ (جاری ہے)

قسط : ۱

توہینِ رسالت

اَور

گستاخانِ رسول ﷺ کا بدترین اَنجام

﴿ حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی ﴾

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین امابعد !

ڈنمارک اور بعض یورپین ممالک میں کچھ لوگوں نے سرکارِ دوعالم ﷺ کے گستاخانہ خاکے بنائے اور شائع کیے ہیں۔ یہ عزت مآب جناب رسول اللہ ﷺ کی شان میں توہین اور سراسر گستاخی ہے جو حرام، قطعاً ناجائز اور سنگین جرم ہے، اِس کی سزا قتل ہے۔ اِس پر دُنیا بھر کے مسلمانوں نے شدید غم و غُصّہ کا اظہار کیا ہے جو کرنا ہی چاہیے۔ اِس موقع پر کچھ سوالات ذہنوں میں اُبھرتے ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں اُن کے جوابات لکھے گئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے لے کر آج تک جن لوگوں نے یہ گناہ اور سنگین جرم کیا ہے اُن کا بدترین انجام ہوا اَور ذلت کی موت مرے۔ تاریخِ اِسلام سے ایسے لوگوں کے چند واقعات بھی عبرت کے لیے لکھے گئے ہیں۔

تحفظ ناموسِ رسالت کی شرعی حیثیت :

سوال نمبرا : تحفظِ ناموسِ رسالت کی شرعی حیثیت اور اُس کی حدود کیا ہیں؟

سوال نمبر۲ : اگر کوئی شخص یا حکومت اِس کا ارتکاب کرتی ہے تو شرعاً اُس کی سزا کیا ہے؟

جواب۱،۲ : تحفظِ ناموسِ رسالت تمام مسلمانوں کا دینی اور شرعی فریضہ ہے کیونکہ حضور ﷺ کا حق تو ہماری اپنی جانوں سے بھی بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے **اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ** ترجمہ ''نبی کریم (ﷺ) مومنین کے ساتھ اُن کے نفس (اور ذات) سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں''۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ تفسیر معارف القرآن میں اِس آیت کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں :

''صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَا مِنْ مُّؤْمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِهٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اقْرَأُوْا اِنْ شِئْتُمْ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ الاٰیة. ترجمہ ''کوئی مومن ایسا نہیں جس کے لیے دُنیا و آخرت میں سارے انسانوں سے زیادہ اُولیٰ و اقرب نہ ہوں، اگر تمہارا دل چاہے تو اس کی تصدیق کے لیے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھ لو اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ (صحیح البخاری: ج۲/۷۰۵) جس کا حاصل یہ ہے کہ میں (حضرت محمد مصطفی ﷺ) ہر مؤمن مسلمان پر ساری دُنیا سے زیادہ شفیق و مہربان ہوں اور یہ ظاہر ہے کہ اِس کا لازمی اثر یہ ہونا چاہیے کہ ہر مومن کو آنحضرت ﷺ کی محبت سب سے زیادہ ہو جیسا کہ حدیث میں بھی یہ اشارہ ہے لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی أَکُوْنَ أَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (بخاری، مسلم، مظہری) ترجمہ ''تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اُس کے دل میں میری محبت اپنے باپ، بیٹے اور سب انسانوں سے زیادہ نہ ہو''۔(معارف القرآن ج۷/ ۸۷)

ذیل میں چند احادیثِ مبارکہ اور آثارِ صحابہ سے بھی تحفظِ ناموسِ رسالت کی اہمیت واضح ہوتی ہے :

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص کی اُم ولد باندی تھی جو نبی کریم ﷺ کو گالیاں دیتی تھی اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تھی۔ وہ اُس کو روکتے تھے مگر وہ نہ رُکتی تھی، وہ اُسے ڈانٹتے تھے مگر وہ نہ مانتی تھی۔ راوی کہتے ہیں جب ایک رات پھر اُس نے نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرنا اور گالیاں دینی شروع کیں تو اُس نابینا نے ایک خنجر لیا اور اُس کے پیٹ پر رکھا اور وزن ڈال کر دبا دیا اور اُس کو مار ڈالا۔ عورت کی ٹانگوں کے درمیان سے بچہ نکل پڑا اور جو کچھ وہاں تھا وہ خون آلود ہوگیا، جب صبح ہوئی تو یہ واقعہ حضور ﷺ کی خدمت میں ذکر کیا گیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا میں اِس آدمی کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے جو کچھ کیا میرا اُس پر حق ہے وہ کھڑا ہو جائے تو وہ نابینا شخص کھڑا ہو گیا اور لوگوں کو پھلانگتا ہوا اِس حالت میں آگے

بڑھا کہ وہ کانپ رہا تھا اور جا کر حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں اس کا مالک اور اسے مارنے والا ہوں، یہ آپ کو گالیاں دیتی تھی اور گستاخیاں کرتی تھی، میں اِسے روکتا تھا وہ رُکتی نہ تھی اور اِس سے میرے دو بچے ہیں جو موتیوں کی طرح خوبصورت ہیں اور وہ مجھ پر بہت مہربان بھی تھی لیکن آج رات جب اُس نے آپ ﷺ کو گالیاں دینا اور بُرا بھلا کہنا شروع کیا تو میں نے خنجر لیا اُس کے پیٹ پر رکھا اور زور لگا کر اُسے مار ڈالا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا لوگو گواہ رہو اِس کا خون ھَدَر یعنی بے سزا ہے۔''
(رواہ ابوداؤد ج ۲/۲۵۱، ناشر مکتبہ حقانیہ)

''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ نبی کریم ﷺ کو گالیاں دیتی اور برا بھلا کہتی تھی۔ تو ایک آدمی نے اُس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ مرگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اُس کے خون کو ناقابلِ سزا قرار دے دیا''۔ (ابوداؤد ج ۲/۲۵۲)

''ابن خَطَل کی گانے والی دونوں باندیوں کو بھی رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر قتل کرنے کا حکم دیا تھا، اِن دونوں کے قتل کرنے کا حکم بھی اِسی لیے دیا گیا کہ یہ دونوں حضور ﷺ کی شان میں بدگوئی کے اشعار گایا کرتی تھیں۔ اِن میں سے ایک قتل کی گئی اور دوسری بھاگ گئی جو بعد میں آکر مسلمان ہوگئی۔'' (رواہ فی حاشیہ ابوداؤد ج ۲/۹، کذافی حاشیہ البخاری ج ۲/۶۱۴)

''اِسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر حویرث ابن نقید کو قتل کرنے کا حکم اِرشاد فرمایا۔ یہ بھی اُن لوگوں میں شامل تھا جو رسول اللہ ﷺ کو ایذاء پہنچایا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُس کو قتل کیا''۔ (کذافی حاشیہ البخاری ج ۲/۶۱۴)

اِن واقعات سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو گالیاں دینے والا '' مُبَاحُ الدَّمْ '' ہوجاتا ہے۔ یعنی اس کا خون بہانا جائز ہوجاتا ہے اور حق کا علمبردار سزاؤں کا مستحق نہیں ہوتا بلکہ ثواب کا حق دار ہوجاتا ہے۔

لٰہذا اگر کوئی شخص حضور ﷺ کی شان میں صراحۃً یا اشارۃً، قولاً یا فعلاً بدگوئی اور گستاخی کرے تو شرعاً گستاخی کرنے والا شخص قتل کا مستحق ہے اور قتل کرنے کی ذمہ داری حکومت پر ہے کہ وہ ہر طریقے سے ایسے مجرم کو پکڑ

کراُس پر قتل کی سزا جاری کرے۔ عام آدمی کے لیے قانون کے نفاذ کو اپنے ہاتھ میں لینا مناسب نہیں لیکن اس کے باوجود اگر کسی عام شخص نے ایسے گستاخ اور بدگوئی کرنے والے شخص کو قتل کر دیا تو اُس پر شرعاً نہ قصاص ہے اور نہ تاوان، کیونکہ ایسے شخص کا خون مباح ہو جاتا ہے اور اُس کا قتل جائز ہو جاتا ہے، عام شخص کے لیے ایسا کرنا صرف خلافِ انتظام ہے۔ یہ تفصیل اُس وقت ہے جبکہ گستاخی کرنے والا حربی کافر ہو یا مسلمان ہو لیکن اگر گستاخی کرنے والا ذمی کافر ہو (یعنی اسلامی ملک کا باشندہ ہو) تو بعض فقہاء کے نزدیک اُس کا بھی یہی حکم ہے جو اُوپر لکھا گیا کیونکہ ایسے کافر کا ذمی ہونا ختم ہو جائے گا۔ لیکن بعض فقہاء جیسے علامہ شامی رحمہ اللہ کی تحقیق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ ذمہ تو ختم نہ ہوگا لیکن انتظامی اور تعزیری طور پر حکومتِ وقت اُس کو قتل کر سکتی ہے جبکہ وہ علانیہ اور بار بار سب و شتم کرتا ہو۔ (ملاحظہ ہو "رسائل ابن عابدین" ج ۱/۳۵۴ و خلاصۃ الفتاویٰ ج ۴/۳۸۶ و شامیہ ج ۴/۲۱۵)

شرعی سزا کا نفاذ ممکن نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال نمبر ۳ : موجودہ دَور میں اگر شرعی سزا کا نفاذ ناممکن ہو تو مسلمانوں کے لیے اس سے براءت اور بچاؤ کے لیے کیا حکم ہے اور وہ کیا طریقہ اختیار کریں؟

جواب : ایسی صورت میں ہر مسلمان کے ذمّہ ہے کہ اس میں جتنی قوت و طاقت ہو وہ جائز اور ممکن طریقوں کے ذریعہ ایسی گستاخانہ حرکتوں کو اور ایسی گستاخانہ حرکت کرنے والوں کو اور اُن کے اسباب و ذرائع کو روکیں اور جس میں یہ قدرت نہ ہو اُن پر زبان سے اس کی خرابی اور برائی بیان کرنا واجب ہے۔ اور جس کو زبان سے کہنے میں جان و مال کا خطرہ ہو اُس کے لیے دل میں برا جاننا واجب ہے جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں یہی تفصیل آئی ہے : "سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا : تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے تو چاہیے کہ اپنی طاقت سے اس کو روکے، اگر اِس کی قوت نہ ہو تو زبان سے اِس کو منع کرے، اگر اِس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے اِس کو بُرا سمجھے، یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔" (مسلم شریف ج ۱/۵۱)

اِس سلسلے میں احتجاج کرنا درست ہے بشرطیکہ احتجاج پُر امن طریقے سے ہو اور اُس میں حرام و ناجائز کاموں کا اِرتکاب نہ ہو۔ مثلاً لوگوں کی اَملاک اور اَموال کو نقصان پہنچانا، جلاؤ، گھیراؤ اور پتھراؤ کرنا وغیرہ۔ کیونکہ یہ سب گناہ کے کام ہیں جو حرام اور ناجائز ہیں اِن سے بچنا ہر حال میں لازم ہے۔

سوال نمبر ۴ : ایسے لوگوں سے تجارتی تعلقات ختم کر لینا یا معاہدات ختم کر لینا شرعی رُو سے جائز ہے یا نہیں؟

جواب : گستاخی کرنے والوں سے تجارتی تعلقات کا یا معاہدات کا ختم کر لینا شرعاً جائز ہے اور ہماری ایمانی غیرت وحمیت کا بھی یہی تقاضا ہے۔ (امداد المفتیین ص ۱۰۲۵)

چنانچہ کتبِ احادیث میں ثُمامہ ابن اُثال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ ثُمامہ ابن اُثالؓ اپنی قوم کے سردار تھے اور اسلام لانے کے بعد جب وہ مکہ مکرمہ گئے اور اہلِ مکہ نے اُن کے اسلام لانے کو توہین آمیز الفاظ سے تعبیر کیا تو اُنہوں نے اہلِ مکہ کے ساتھ تجارتی تعلقات ختم کردیئے، اس طور پر کہ اہلِ مکہ کے لیے یَمَامَہ سے آنے والے غلہ کی درآمد پر پابندی لگائی اور یہ کہا کہ اُس وقت تک یہ پابندی برقرار رہے گی جب تک رسول اللہ ﷺ اِس کی اجازت نہ دیدیں۔ چنانچہ جب اہلِ مکہ غلہ کی درآمد پر پابندی لگنے کی وجہ سے مشکلات کا شکار ہوئے تو اُنہوں نے حضور ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ثُمامہ ابن اُثال رضی اللہ عنہ کے نام ''والا نامہ'' تحریر فرمائیں کہ وہ اس پابندی کو ختم کردیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اُن کی یہ درخواست منظور فرماتے ہوئے ثمامہ ابن اُثال رضی اللہ عنہ کی جانب ایک مکتوب مبارک تحریر فرما کر اِرسال کیا، اس کے بعد یہ پابندی ختم کردی گئی۔ اور معاہدات ختم کرنے کی تائید اِس سے بھی ہوتی ہے کہ حضور ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اَنصار اور مہاجرین کے درمیان ایک تحریری معاہدہ فرمایا اور اس معاہدہ میں یہود کو بھی شامل کیا، لیکن بعد میں یہود کی سازشوں، ریشہ دوانیوں اور گستاخیوں کی بناء پر معاہدہ ختم فرمایا حتّٰی کہ بعض یہود کے خلاف جہاد فرمایا اور بعض یہود کو جلاوطن فرمایا۔ (مسلم: ج ۲/۹۳۔ مرقاۃ المفاتیح ج ۸/۵۱۲۔ الصارم المسلول لابن تیمیہ صفحہ ۶۶)

جس کمپنی کا توہین سے تعلق نہ ہو اُس کے بائیکاٹ کا کیا حکم ہے؟

سوال نمبر ۵ : اگر کسی کمپنی یا شخص کا اس توہین والے عمل کے ساتھ بلاواسطہ کوئی تعلق نہ ہو محض ایک علاقائی یا لسانی تعلق ہو اُس بناء پر اس شخص یا کمپٹی کا بائیکاٹ کرنا اور لوگوں کو اس کی ترغیب دینا کیسا ہے؟

جواب : اگر کسی کمپنی یا شخص کا اِس توہین والے عمل کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو محض ایک علاقائی یا لسانی تعلق ہو تو اگر وہ اُن کے اِس برے عمل کے حامی ہوں تو اُن کا وہی حکم ہے جو اُوپر ذکر کیا گیا۔ اور اگر کمپنی یا شخص اُن کے اِس برے عمل سے بیزاری اور لاتعلقی اختیار کرے تو ایسی صورت میں اگر کمپنی کی آمدنی کا فائدہ گستاخوں کو پہنچ رہا ہو تو اُس کمپنی کا بھی بائیکاٹ کرنا چاہیے، البتہ اس شخص سے جو اِس گستاخی سے بیزاری اور لاتعلقی اختیار کرے اُس سے تعلق رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (مأخذ تبویب جامعہ دارالعلوم کراچی) (جاری ہے)

محافلِ قراءت کی شرعی حیثیت

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب ﴾

بسم اللہ حامداو مصلیا! محافل قراءت جس طرح سے ہمارے معاشرے میں رائج ہو چکی ہیں لوگوں کے ذہنوں میں اِس کی شرعی حیثیت کے بارے میں سوال اُٹھتا رہتا ہے۔ بعض وجوہ سے اِس کے جواز پر اطمینان نہ تھا جس کا بعض حضرات کے سامنے اظہار بھی کیا۔ بعض اہل علم حضرات نے تقریباً دو سال قبل اِس بارے میں ایک استفتاء بھی مرتب کر کے دیا لیکن دیگر مصروفیات کی وجہ سے اِس پر لکھنے کا موقع نہیں ملا۔ اِسی دوران جامعہ دار العلوم اسلامیہ لاہور کی جانب سے محافل قراءت کے عنوان سے حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ کا ایک مقالہ تقسیم کیا گیا۔ اس رسالہ کے بعض مندرجات سے اتفاق نہ ہوا لیکن پھر بھی کچھ لکھا نہ جا سکا۔ ابھی چند دن پہلے جامعہ صدیقیہ لاہور کے اُستاد قاری حبیب الرحمٰن سلمہ نے ''محفل قراءت'' کے نام سے ایک رسالہ چھپوا کر تقسیم کیا۔ ایک نسخہ مجھے بھی دیا۔ اب اور کاموں کو مؤخر کر کے میں بنامِ خدا محض ضروری بات لکھنے پر اکتفاء کرتا ہوں۔ وَاللّٰہُ یَھْدِی السَّبِیْلَ.

قاری حبیب الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں :

> ''رسول اللہ ﷺ کے دورِ اقدس میں قراءت قرآن، سماع قرآن اور مدارسہ قرآن کی مثالیں ملتی ہیں، گو محفل قراءت کی مروجہ صورت تو اُس وقت نہ تھی مگر ایک جگہ جمع ہو کر ایک قاری تلاوت کرے اور باقی سنیں اور اسی طرح قرآن کریم کے حلقے لگیں اور حلقے میں شریک ہر ایک آدمی پڑھے اور باقی سنیں اِس کا ثبوت حدیث سے ملتا ہے۔'' (محفل قراءت صفحہ ۲)

قاری صاحب کی یہ بات درست ہے کہ محفل قراءت کی مروجہ صورت رسول اللہ ﷺ کے دور میں نہ تھی۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ زمانہ خیر القرون میں بھی نہ تھی۔ اس سے یہ سوال خود بخود پیدا ہوتا ہے کہ پھر محفل قراءت کی مروجہ صورت کے جواز کی کیا دلیل ہے؟

1- ہم کہتے ہیں کہ محفل قراءت کی مروجہ صورت کے جواز کی کوئی دلیل موجود نہیں اور دیگر مفاسد سے

صرفِ نظر کرتے ہوئے اِس کے عدم جواز کی اصل دلیل یہ ہے کہ اِس میں ایک مستحب کام کے لیے تداعی ہوتی ہے جو بذاتِ خود صحیح نہیں۔

عدم جواز کی اس دلیل کے خلاف حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

(i) تجوید کے ساتھ قرآن پاک کا لوگوں تک پہنچانا واجب ہے کیونکہ ارشادِ الٰہی ہے یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ اور اِرشادِ نبوی ہے بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً .

(ii) قراءت قرآن کی عملی تبلیغ ہے۔

مفتی جمیل احمد صاحب رحمہ اللہ کا مذکورہ بالا استدلال اس طرح ہے کہ لوگوں کے سامنے تجوید کے ساتھ قرآن پڑھنا واجب ہے کیونکہ وہ قرآن کی عملی تبلیغ ہے اور واجب کے لیے تداعی ہوسکتی ہے لہٰذا لوگوں کو اکٹھا کر کے مروجہ طریقہ پر محفل قراءت کا انعقاد جائز ہے۔ قاری حبیب الرحمٰن سلمہٗ بھی اپنے رسالہ میں اِس سے اتفاق کرتے ہیں۔

جواب میں ہم کہتے ہیں کہ قرآن پڑھنے اور سننے کی دو صورتیں ہیں :

(i) ''تبلیغ کی'' جیسا کہ قرآن پاک کے درس یا تجوید وغیرہ کی تعلیم میں ہوتی ہے کہ پڑھ کے بھی دکھایا جاتا ہے اور مشق بھی کرائی جاتی ہے۔

(ii) ''ذکر کی'' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تم مجھ کو قرآن پڑھ کر سناؤ۔ اُنہوں نے کہا کہ کیا میں آپ کو سناؤں حالانکہ آپ پر تو قرآن نازل ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں دوسرے سے سننا پسند کرتا ہو۔ (محافل قراءت ص ۲۰)

اس صورت کو تعلیم و تبلیغ پر محمول کرنا کسی طرح بھی درست نہیں۔

اِن دو میں سے پہلی صورت کی شرعی حیثیت واجب کی ہے جبکہ دوسری صورت کی حیثیت مستحب کی ہے۔ ہماری بات سے یہ نتیجہ نکلا کہ قرآن پاک کی جو تلاوت دوسرے کے سامنے کی جائے اُس کو یہ سمجھنا کہ وہ لامحالہ تبلیغ و تعلیم ہے دُرست نہیں۔

اب ہم کہتے ہیں کہ محفل قراءت میں قرآن پاک پڑھنے اور سننے کی صورت تعلیم و تبلیغ کی نہیں بلکہ ذکر کی ہوتی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک تو مشاہدہ بتاتا ہے کہ محفل میں اکثر تعداد اُن علماء، قراء اور طلبہ کی ہوتی ہے جو

قرآن پاک کو صحیح طریقے سے پڑھنے کو پہلے ہی جانتے ہیں۔ دوسرے عوام بھی ہوں تو اُن کے پیش نظر حسن صوت اور حسنِ لہجہ ہوتا ہے۔

اس پر محفل میں پڑھنے والے اگر یہ کہیں کہ ہم تو تعلیم و تبلیغ کی نیت سے پڑھتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ لوگ بھی اپنی قراءت کو بہتر بنانے کی نیت سے سنتے ہوں گے۔

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں قرآن پاک اور اُس کی تجوید کی تعلیم کے طریقے متعین اور معروف ہیں۔ محفل قراءت میں تعلیم کا تصور سرے سے معروف نہیں لہٰذا ایک طرفہ نیت سے محفل کی شرعی حیثیت نہیں بدلے گی۔

2- قراءت قرآن کے لیے تداعی کے جواز کی ایک دلیل حضرت مفتی جمیل احمد رحمہ اللہ نے یہ ذکر کی کہ رسول اللہ ﷺ نے خود بھی لوگوں کو جمع کر کے قرآن سنایا۔ وہ واقعہ یہ ہے :

" حضور نے لوگوں کو فرمایا کہ سب جمع ہو جاؤ۔ میں تم کو ایک تہائی (1/3) قرآن مجید سناؤں گا۔ جو جمع ہونے تھے ہو گئے۔ حضور ﷺ تشریف لائے اور سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تلاوت فرمائی۔ پھر اندر تشریف لے گئے تو ایک صحابی نے دوسروں سے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی آسمانی حکم آیا ہوا ہے اِسی لیے پھر اندر داخل ہو گئے۔ پھر حضور ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ تم کو ایک تہائی قرآن مجید سناؤں گا تو سن لو یہ سورۃ ایک تہائی قرآن مجید کے برابر ہے۔ (محافل قراءت ص ۲۰)

حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ کا اِس واقعہ سے استدلال تعجب خیز ہے کیونکہ اِس حدیث سے واضح ہے کہ وہ اجتماع اس لیے کیا گیا تھا کہ اُمت کو ایک حکم یعنی سورہ اخلاص کے ثواب میں ایک تہائی قرآن کے برابر ہونے کی تعلیم دی جائے۔ مروجہ محفل قراءت کے لیے تداعی و اہتمام کو حدیث میں مذکورہ مقصد کی خاطر اجتماع و اہتمام پر قیاس کرنا تو قیاس مع الفارق ہے۔

3- حضرت مفتی جمیل احمد صاحب رحمہ اللہ نے محفل قراءت کا ایک فائدہ یہ شمار کرایا ہے کہ اِس سے کلام پاک کو بے عیب طریقہ سے پڑھنے کا شوق دِلایا جاتا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ ہمیں اِس فائدے سے انکار نہیں لیکن جب ہمیں مروجہ محفل قراءت کی شرعی حیثیت معلوم

ہوگئی کہ ناجائز ہے تو اُس فائدے کو حاصل کرنے کے لیے ناجائز کو ذریعہ بنانا درست نہیں۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے میلاد النبی کے سلسلہ میں مولانا تھانوی رحمہ اللہ کے ساتھ اپنی مکاتبت میں تحریر فرمایا کہ :

''فی الحقیقت جو اَمرِ خیر کہ بذریعہ نامشروع حاصل ہو وہ خود ناجائز ہے۔''

ورنہ تو محفل میلاد جو تداعی کر کے منعقد کی گئی ہو اُس میں بھی یہ فائدہ ہے کہ اُس کے ذریعہ سے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت وسنت معلوم کرنے کا شوق دلایا جاسکتا ہے۔

دارُالافتاء خیر المدارس کی غلط فہمی اور اُس کا اِزالہ :

جامعہ خیر المدارس ملتان کے دارالافتاء سے 19 اگست 2004ء کے فتویٰ نمبر 6/77 میں درج ہے کہ :

''مذکورہ مفاسد سے خالی ہونے کی صورت میں لوگوں کی ترغیب کے لیے محفل حسن قراءت کا انعقاد دُرست معلوم ہوتا ہے کیونکہ ....حضور ﷺ سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن سنانا اور اُس کے لیے جمع ہونا ثابت ہے''۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ جَلَسْتُ فِیْ عِصَابَۃٍ مِّنْ ضُعَفَآءِ الْمُھَاجِرِیْنَ وَاَنَّ بَعْضَھُمْ یَسْتَتِرُ بِبَعْضٍ مِّنَ الْعُرِیِّ وَقَارِیٌٔ یَّقْرَأُ عَلَیْنَا اِذَا جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَیْنَا. فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَکَتَ الْقَارِیْ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَا کُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ قُلْنَا نَسْتَمِعُ اِلٰی کِتَابِ اللّٰہِ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ اُمِرْتُ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِیْ مَعَھُمْ. (مشکوٰۃ شریف)

''حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں میں ضعفاء مہاجرین کی ایک جماعت میں بیٹھا جن کی یہ حالت تھی کہ لباس کی تنگی کی وجہ سے ایک دوسرے کے ذریعہ ستر پوشی کررہے تھے اور ایک قاری ہمارے سامنے قرآن پڑھ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہوگئے۔ جب آپ آکر کھڑے ہوئے تو قاری خاموش ہوگئے۔ آپ ﷺ نے سلام کیا پھر پوچھا تم کیا کررہے تھے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اللہ کی کتاب کو سن

رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے میری اُمت میں ایسے لوگ بنائے کہ مجھے حکم دیا گیا کہ میں اپنے آپ کو اُن کے ساتھ رکھوں۔''

اس حدیث پاک سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قرآن سننے کے لیے اجتماع ثابت ہوا۔

ہم کہتے ہیں کہ خیر المدارس کے دارالافتاء نے نہ تو قراءت کے بصورت تعلیم اور بصورت ذکر ہونے کے درمیان فرق کیا اور نہ ہی اِس بات کو پیش نظر رکھا کہ حدیث میں مذکور اجتماع کے لیے تداعی ہوئی تھی یا نہیں؟ دوسری بات اِس وجہ سے اہم ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے فارغ اوقات مسجد میں گزارتے تھے اور اس طرح مختلف حلقے خود بخود لگ جاتے تھے اور کسی بھی حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ ذکر اور بصورت ذکر تلاوت کے لیے تداعی کی گئی ہو۔ لہٰذا اگر وہ قراءت بصورت ذکر تھی تو خیر المدارس کے دارالافتاء کو اپنا مدعا ثابت کرنے کے لیے تداعی کو ثابت کرنا ہوگا کیونکہ مروجہ محفل قراءت میں تلاوت کی صورت بھی تعلیمی اور تبلیغی ہوتی ہے حالانکہ ہم اُوپر بتا چکے ہیں کہ امر واقعہ ایسا نہیں ہے۔ اِن دو باتوں کو ثابت کیے بغیر خیر المدارس کا فتویٰ سعی لاحاصل ہے۔

قراءتِ قرآن کے متبادل جائز طریقے :

1- مسجد کے امام وخطیب اگر خود اچھے قاری ہوں تو وہ کبھی کبھی نماز کے علاوہ بھی نماز سے متصل بعد لوگوں کو ایک دو رکوع اچھے انداز سے پڑھ کر سنا دیں۔

2- کبھی کوئی مہمان قاری آئے ہوں تو اُن سے پڑھوالیں۔

3- جن قاری صاحبان کے نزدیک اِس طرح سے تبلیغ کی ضرورت ہے وہ وقتاً فوقتاً دوسری مساجد میں جا کر کسی تشہیر کے بغیر نماز کے بعد موجود لوگوں کو قرآن پاک سنائیں۔

قسط : ۲

شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین، ولی اللّٰہی سلسلہ کے امین، مدنی علوم ومعارف کے وارث، علم ومعرفت کے بحر مواج، مسند ولایت کے صدر نشین، سیادت وقیادت کے آفتاب، امیر الہند، فدائے ملت حضرت مولانا سیّد اسعد مدنی رحمہ اللہ کی شخصیت وخدمات نظر قارئین کی جارہی ہیں۔ (ادارہ)

حضرت مولانا سیّد اسعد صاحب مدنی رحمہ اللہ کی شخصیت وخدمات

﴿ حضرت مولانا مفتی سیّد محمد مظہر صاحب اسعدی ﴾

امیر ہند رحمہ اللہ میں قومی وملی خدمت کا جذبہ :

آپ بحمد اللہ اپنے والد گرامی حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے سچے جانشین تھے اِس لیے ملی اُمور یا مسلمانوں کے مسائل میں کبھی مصلحت کوشی سے کام نہیں لیتے تھے۔ اس خصوصیت کی وجہ سے وہ ملک بھر کی تمام سیاسی پارٹیوں میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ پورے ملک میں حضرت مولانا سید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ہی تھی جو فرقہ پرستی کے خلاف ملک کی تمام سیکولر پارٹیوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر سکتی تھی۔

حضرت مولانا سید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو قدرت نے تعمیری ذہن بخشا تھا۔ اس لیے اُن کو تعمیرات سے بھی خصوصی شغف تھا۔ مدنی ہال کی شاندار عمارت اور مسجد عبد النبی کے اطراف کی خوبصورت عمارتیں اُن کے اس ذوق کا مظہر ہیں۔

جمعیت علمائے ہند فرقہ وارانہ فسادات کے متأثرین کی امداد وآباد کاری کا کام اگرچہ پہلے بھی کرتی رہی ہے لیکن فدائے ملت حضرت سید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دورِ امارت میں جتنے بڑے پیمانے پر یہ کام جاری ہوا اُس کی مثال بھی جمعیت کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

امیر ہند رحمہ اللہ کی خدماتِ جلیلہ کا اجمالی تذکرہ :

تقسیم ہند کے ہولناک نتائج سے اُمتِ مسلمہ پر جو قیامت ٹوٹی وہ ہر کس وناکس پر عیاں ہے۔ تقسیم ہند

کے تاریک ایام میں ہندوستانی مسلمانوں کو جن بڑے مسائل سے دوچار ہونا پڑا اُن میں سے چند ایک یہ ہیں :
(۱) فسادات کی روک تھام اور مظلومین کی امداد (۲) مسئلہ آسام (۳) مسئلہ کشمیر (۴) مسلم اوقاف کی حفاظت (۵) اُردو کا تحفظ اور اُس کی بقاء (۶) عالَمِ اسلام سے ملت کا واسطہ (۷) بابری مسجد (۸) علمی پروگرام امداد و وظائف (۹) مسلم یونیورسٹی کا تحفظ (۱۰) مسئلہ اِرتداد (۱۱) مسلمانوں کی اقتصادی بحالی کے پروگرام (۱۲) مسلم پرسنل لاء (۱۳) تحفظ حرمین شریفین، وغیرہ وغیرہ۔

تقسیم وطن سے ہندوستان میں جو فرقہ پرستی کا زہر گھولا گیا تھا اُس کا تدارک ممکن ہی نہ تھا اگر یہاں حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنیؒ ،امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ، مفتی کفایت اللہؒ، حضرت مولانا احمد سعیدؒ، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ اور مولانا حفظ الرحمٰنؒ جیسی بلند قامت شخصیات نہ ہوتیں۔

ایک طرف تاریخ اِس حقیقت پر گواہ ہے کہ لوگ جب بھی اُس خالق کے بنائے ہوئے طریقہ پر چلتے ہیں تو کامیابیاں اور کامرانیاں قطاریں باندھے ایسے لوگوں کی قدم بوسی کے لیے ترستی ہیں۔دوسری طرف تاریخ نے یہ بات بھی واضح کردی کہ اگر اِس کے برعکس اس طریق کار سے ہٹ کر یا کسی اور طریقہ کار پر قوموں نے اپنی تعمیر کی ہے تو نا صرف یہ کہ کوتاہیوں اور ناکامیوں کا منہ انہیں دیکھنا پڑا بلکہ وہ خود دوسری قوموں کے لیے ایک بدترین مثال بن کر رہ گئیں اور لعنت و رُسوائی نے اُن کے چہروں کو داغدار کردیا۔ہندوستانی مسلمانوں کی حالتِ زار پر تعجب نہ ہوتا اگر اُن کے پاس خدا کا پیغام اور نظام زندگی نہ ہوتا۔

امیر ہندؒ کی حکمت عملی :

قرآن حکیم اور نبی کریم ﷺ نے ہمارے لیے یقیناً کامیابی کا ایسا نمونہ چھوڑا جس کی مثال کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ چنانچہ انہیں احساسات کے پیش نظر جگر گوشہ شیخ الاسلامؒ حضرت سید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی اُولوالعزم اور بلند نظر شخصیت نے عزم مصمم کیا۔تقسیم ہند کے بعد مذکورہ تمام مسائل کا حل اور یہاں کے مسلمانوں میں احساس بیداری کے ساتھ کمزوروں اور غریبوں کی مدد کرنے اور ایک دوسرے کو نفع پہنچانے کی وہ تمام صورتیں مہیا کیں جس کو اسلام اور پیغمبر ﷺ نے پیش فرما کر رہنمائی فرمائی تھی۔

مسلمانوں کی اقتصادی بحالی کے پروگرام کا پس منظر :

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی زندگی میں ہی ۱۹۴۰ء میں آپ ہی کے ایماء اور تحریک

پرٹانڈہ باولی ضلع رامپور کے چند دردمند لوگوں نے سادہ اور پرخلوص انداز میں ایک ایسا اقتصادی فنڈ قائم کیا جو بلاسود اسلامی بینکاری کا حامل تھا۔ یہ وہ نقشِ اول تھا جو حضرت مدنی ؒ نے اپنی زندگی میں مسلمانوں کی اقتصادی بدحالی کو دُور کرنے کے لیے عملی طور پر پیش کر دیا تھا۔

حضرت فدائے ملت، امیر الہند رحمۃ اللہ علیہ نے حضرتِ اقدس شیخ الاسلام ؒ کے بتائے ہوئے طریقوں سے تمام پہلوؤں کا بھرپور جائزلیا۔ مذکورہ اہم مسائل میں سب سے پہلے مسلمانوں کی اقتصادی بحالی کے پروگرام کا آغاز کیا تاکہ مسلم معاشرے کی اقتصادی بدحالی کو دُور کیا جائے اور سود جیسی دشمن دین شے سے نجات دلانے کے لیے شریعت اور اسلامی اصولوں کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

چنانچہ جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا سید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے اِس تخیل کو اپنے رفیق خاص محترم مولانا شمیم احمد صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند کے سامنے رکھا۔ دونوں حضرات کے مشورے سے طے ہوا کہ دیوبند کے ذمہ دار مسلمانوں کی ایک مجلس بلائی جائے۔ چنانچہ حضرت مولانا قاری محمد طیب ؒ سے دارُالحدیث دارالعلوم میں انعقاد جلسہ کی اجازت لے کر ۱۱رستمبر ۱۹۶۱ء کو بعد نمازِ عشاء دیوبند کے مخلص، باعمل اور ملی جذبہ رکھنے والے افراد کا ایک نمائندہ اجلاس حضرت قاری صاحب ؒ کی صدارت میں منعقد ہوا۔

فدائے ملت، امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے سود در سود کے شکنجے میں پھنسے مسلمانوں کے واقعات کو بڑے دِلدوز انداز میں پیش کیا۔ دعوت فکر و عمل دے کر مسلم فنڈ ٹرسٹ دیوبند کے ابتدائی اخراجات کے لیے ایک ہزار بیالیس روپے پچاس پیسے جمع کیے۔

مسلم فنڈ ٹرسٹ (بلا سود بینکاری) کا قیام :

حضرتِ اقدس سید مدنی ؒ کے اس نقش اول اور نقطہ آغاز کو نقش ثانی کے طور پر تحریک کی شکل دینے کا عزم حضرت امیر الہند ؒ نے فرمایا۔ چنانچہ حضرت مولانا سید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت نے دیوبند کی سرزمین پر ''مسلم فنڈ'' کے نام سے جو اقتصادی ادارہ قائم کیا اُس کو آپ کی ذات نے ترقی دینے اور آگے بڑھانے میں جس جذبے سے کام کیا وہ قابلِ تحسین ہے۔

آج دیوبند میں ہی نہیں پورے ہندوستان میں مسلمانوں کی اقتصادی اور معاشی پسماندگی کو دُور کرنے کے لیے علاج کا ایک ایسا طریقہ تلاش کر لیا گیا ہے جس سے آنے والی نسلیں شفایاب ہوتی رہیں گی۔ چنانچہ

۳۹ سال کے اِس طویل عرصہ میں اِدارے کا ترقیاتی سفر مخلصانہ جدوجہد کے زیر سایہ کامیابی کی منزلیں طے کر رہا ہے۔ اس ادارے کا بنیادی مقصد تمام تعمیری اور ترقیاتی پروگراموں کو عملی جامہ پہنانا، کمزور طبقوں کو مضبوط کرنا، اُن میں آبرومندی کے ساتھ جذبے کو بیدار کرنا اور مسلم معاشرے کے معاشی استحکام کو تقویت دینا ہے۔

نوٹ : صدیوں بعد عالَم اسلام میں یہ بلاسود بینکاری کا نظام پہلی مرتبہ ایک منظّم تحریک کی شکل میں عملاً دُنیا کے سامنے پیش کیا گیا جو آج تک بڑی بڑی مسلم حکومتیں نہ کر سکیں۔ تا حال پوری دُنیا میں یہ اِدارہ منفرد ہے۔

مسلم فنڈ ٹرسٹ دیوبند کے چند اہم اقدامات :

(۱) پبلک نرسری سکول : مسلم فنڈ دیوبند نے ۱۹۷۱ء میں سب سے پہلے دیوبند میں ''پبلک نرسری سکول'' قائم کیا جس میں مسلم بچوں اور بچیوں میں اسلامی اور دینی رُجحانات بیدار کر کے ذہن سازی کی جاتی ہے۔ اس طرح دُنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی اقدار کی بقا بھی اِس سکول کا بنیادی مقصد ہے۔ اس سکول میں سیکنڈری کلاس تک تعلیم دی جاتی ہے۔

(۲) مسلم فنڈ کمرشل انسٹیٹیوٹ : مسلم فنڈ دیوبند نے اگر ایک طرف مسلم معاشرے میں اقتصادی توانائی کے لیے کام کیا تو دوسری طرف مسلم نوجوانوں کو خود اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کا حوصلہ بھی بخشا۔ اس کے لیے ۱۹۸۰ء میں ''مسلم فنڈ کمرشل انسٹیٹیوٹ'' کے نام سے ٹائپنگ کالج کا آغاز کیا جس نے عربی، انگریزی، ہندی اور اُردو کے ٹائپسٹ تیار کرنے میں ایک نمایاں کردار ادا کیا اور سینکڑوں پڑھے لکھے بے روزگار نوجوانوں کے معاشی مسائل کا حل پیش کیا۔ عربی کے باقاعدہ ٹائپسٹ تیار کرنے کا یہ ہندوستان میں پہلا اور واحد ادارہ ہے۔ عربی ٹائپنگ سیکھنے والا نوجوان آج صرف ایشیائی مسلم ممالک میں ہی نہیں بلکہ ہندوستان میں بھی امپورٹ ایکسپورٹ کا کام کرنے والی فرموں میں کام کر رہا ہے اور باعزت طور پر زندگی گزار رہا ہے۔

(۳) مسلم فنڈ کیریئر گائیڈ سنٹر : یہ یونٹ بھی نوجوانوں میں خود اعتمادی کے ساتھ اُن کے مستقبل کی صورت گری کرنے میں بڑا نمایاں رَول ادا کر رہا ہے۔ یہاں پر انگریزی سکولز و کالجز میں پڑھنے والے طلباء کی ذہن سازی کی جاتی ہے تاکہ مستقبل میں موزوں کورس یا ٹریڈ اور ملازمت کا انتخاب کر سکیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اکثر طلباء بروقت معلومات اور صحیح رہنمائی ہونے کی وجہ سے اہلیت رکھنے کے باوجود بھی اچھے اور بہتر مواقع گنوا دیتے ہیں مگر اِس سینٹر نے مایوس اور کم حوصلہ طلباء میں جوش اور ایک نئے ولولے کو فروغ دیا۔ بحمد اللہ اس سے بہتر اور اُمید

افزاء نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔

(۴) مدنی آئی ہسپتال : آنکھوں کے امراض کے علاج کے لیے دیوبند اور اُس کے قرب و جوار میں بسنے والے ہزاروں افراد کے لیے کوئی بھی آئی سرجن نہیں تھا۔ چنانچہ مسلم فنڈ دیوبند نے اپنے وسائل سے تقریباً دس لاکھ روپے سے ایک تین منزلہ عمارت تعمیر کرائی۔ اُس کے گراؤنڈ فلور میں بیس بیڈ پر مشتمل آنکھوں کے ہسپتال کا آغاز ۱۹۸۵ء میں کر دیا۔ باقاعدہ ہسپتال اور آپریشن تھیٹر کا افتتاح امام حرم شیخ عبداللہ ابن سبیل مدظلہٗ نے فرمایا۔

ہسپتال میں نادار اور بے سہارا آنکھوں کے مریضوں کا علاج فری کیا جاتا ہے۔ دیوبند کے عوام کی فوری طبی امداد کے پیش نظر ایک ایمبولینس کا انتظام بھی کیا گیا ہے جو ضرورت مند مریضوں کو چوبیس گھنٹے دیوبند سے باہر لے جانے کے لیے تیار ملتی ہے۔

''مسلم فنڈ'' جمعیت علماء ہند کے اقتصادی پروگرام میں اگرچہ شامل ہے مگر اس طرز پر پورے ہندوستان میں جماعتی اور غیر جماعتی اَفراد اِس تعمیری پروگرام کو بڑی خوش اسلوبی سے چلا رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج ایسے اِداروں کی ضرورت کو پورا ملک محسوس کر رہا ہے۔ جمعیت علماء ہند کے اقتصادی پروگرام کے تحت ایسے کامیاب اداروں کی تعداد پورے ملک میں ایک سے متجاوز ہو چکی ہے۔

فسادات کی روک تھام :

حضرت مولانا سید اسعد مدنی ؒ کے دَورِ نظامت و صدارت میں ملک میں سینکڑوں فسادات ہوئے۔ ہر فساد کے موقع پر مندرجہ ذیل کام جمعیت علماء ہند پابندی سے کرتی رہی۔

حکومت کو صحیح صورتحال سے آگاہ کرنا، اربابِ حکومت مثلاً وزیر اعظم، وزیر داخلہ، اعلیٰ افسران اور سیکولر قوتوں کو اقلیتوں پر ہونیوالے مظالم اور نقصانات کی صحیح آگاہی کے ساتھ فساد روکنے کا مطالبہ، متأثرہ علاقے کا دورہ، ہلاک شدگان کی فہرست سازی، لاپتہ افراد کی تحقیق، فرقہ پرست سرکاری افسران کی نشاندہی اور فرقہ پرستانہ رویّے پر بے باک تنقید و احتجاج، ایوانِ بالا میں فسادات کے خلاف آواز اُٹھانا، مسلم ممبران پارلیمنٹ سے مل کر مشترکہ طور پر فسادات کے خلاف کارروائی کرنے کا مطالبہ کرنا، گرفتار شدگان کی رہائی کی کوشش، ریلیف کمیٹی کا قیام، مالی تعاون جس کی مقدار بلا مبالغہ کروڑوں تک ہے۔ تباہ شدہ اور جلائے گئے مکانات کی تعمیر و تجدید (اِن کی تعداد ہزاروں میں ہے) فساد سے متأثرہ افراد اور ہلاک شدگان کے ورثاء کو معاوضہ دِلانے کی جدوجہد کرنا وغیرہ شامل ہے۔

مسئلہ آسام :

حضرت امیر الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دَور نظامت و صدارت کے دوران آسام کے مسلمانوں کی ہمیشہ رہنمائی فرمائی۔ اگرچہ آپ کے دور میں آسام کی مسلم اقلیت کے مسائل پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہوگئے۔ تاہم فدائے ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں خصوصی کوششیں جاری رکھیں۔ بلاشبہ یہ جمعیت علماء ہند کا عظیم کارنامہ ہے جس سے مستقبل کا مؤرخ اِس کی اہمیت کے پیشِ نظر مسلمانوں کی تاریخ کو بالعموم اور مسلمانوں کی اِس تنظیم کو بالخصوص سنہری عبارت سے مرتب کرے گا۔

مسئلہ کشمیر :

اس مسئلہ کو بھی حضرت امیر الہند، فدائے ملت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمیشہ بہت اہمیت دی اور کشمیری عوام کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں اور زیادتیوں کے خلاف ہمیشہ آواز اُٹھائی جس کا اندازہ ۱۶؍اپریل ۱۹۹۰ء کی جمعیت علماء ہند کی قرارداد کشمیر کے اِن الفاظ سے کیا جاسکتا ہے کہ ''ہم اپنے کشمیری بھائیوں سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ جگ موہن کو واپس بلائے اور کشمیریوں کے مطالبات پر فوراً غور کرے۔ چونکہ ظلم و جبر سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا اِس لیے ضروری ہے کہ حکومت کشمیر کے سیاسی رہنماؤں سے بات چیت کرے اور جمہوری اور آئینی طریقے سے مسئلے کو سُلجھانے کی کوشش کرے۔'' چنانچہ فدائے ملت، امیر الہند رحمۃ اللہ علیہ کی اپیل پر ۱۶؍اپریل ۱۹۹۰ء کو یومِ کشمیر منایا گیا۔

مسلم اَوقاف کی حفاظت :

ہندوستان میں مسلم اوقاف کی حفاظت اور اُن کے ذریعے ہونے والی آمدنیوں کا صحیح مصرف ایک اہم مسئلہ رہا ہے۔ جمعیت علماء ہند کے لیے ہمیشہ یہ مسئلہ قابل توجہ رہا۔ حضرت امیر الہند رحمۃ اللہ علیہ کے دَورِ نظامت و امارت میں بھی اوقاف کو حکومتی مداخلت اور مطلوبہ حیثیت و اہمیت کو بچانے کی برابر جدوجہد ہوتی رہی اور حکومت سے قانون اوقاف میں ایسی ترمیم کا مطالبہ بھی کیا جس سے وقفی جائیدادوں کی حفاظت کا انتظام ہوسکے۔

تاہم جمعیت کی مسلسل جدوجہد کے بعد مولانا اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۹۸۹ء میں مرکزی گورنمنٹ نے وعدہ کیا کہ اِس سلسلہ میں کوئی ضرور مناسب کارروائی کی جائے گی اور آئندہ اجلاس پارلیمنٹ میں وقف ترمیمی

بل ضرور پیش کیا جائے گا۔

مساجد و مقابر کا تحفظ :

اس مسئلہ کے پُر اَمن اور پائیدار حل کے لیے فدائے ملت رحمۃ اللہ علیہ زبانی اور تحریری طور پر حکومت سے ہمیشہ مطالبہ کرتے رہے کہ تمام مساجد و مقابر کی ۱۵؍اگست ۱۹۴۷ء سے پہلے کی پوزیشن بحال کی جائے۔ یہاں تک کہ حضرت امیر الہند رحمۃ اللہ علیہ نے راجیو گاندھی کے دَورِ حکومت میں وزیر اعظم مسٹر راجیو گاندھی سے ڈیڑھ گھنٹہ مسلسل بحث کے بعد اُس کو اِس مسئلے کے حل کے لیے تیار کر لیا اور اِس مطالبے کو Manifesto میں شامل کر لیا چنانچہ یہ بل پارلیمنٹ سے منظور ہو چکا ہے، یہ ایک زبردست کامیابی ہے۔

اُردو زبان کا تحفظ :

اس حوالے سے شیخ الاسلام حضرت اقدس سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ وغیرہ کی روایات کو فدائے ملت، امیر الہند حضرت سید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے دَورِ نظامت وصدارت میں برقرار رکھا۔ جماعتی میٹنگز، مجلس عاملہ و مجلس منتظمہ کے اجلاسوں اور کارروائیوں میں اُردو کے مسئلہ پر برابر غور و فکر ہوتا رہتا ہے۔ قراردادیں اور تجاویز منظور کر کے اربابِ اختیار کو اُردو کے سلسلہ میں برتی جانے والی بے انصافیوں اور بے اعتنائیوں پر ہمیشہ توجہ دلائی گئی۔

تحفظِ حرمین :

جمعیت علماء ہند نے تحفظِ حرمین کے سلسلہ میں بھی وقیع خدمات انجام دی ہیں۔ یہ کسی ایک فرد کا مسئلہ نہیں بلکہ اِس کا تعلق پورے عالَمِ اِسلام سے ہے۔ حضرت امیر الہند، فدائے ملت رحمۃ اللہ علیہ کے دَورِ صدارت ہی میں نومبر ۱۹۸۷ء کو دِلی میں عظیم الشان اور تاریخ ساز تحفظِ حرمین کانفرنس منعقد کی گئی جس کا افتتاحی خطبہ امام حرم مکہ مکرمہ حضرت شیخ عبداللہ ابن سبیل نے پڑھا۔ جس میں اُنہوں نے کہا کہ اِسی سرزمین کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہاں خانہ کعبہ ہے اور وہیں نبی آخر الزماں ﷺ تھے۔

امام محترم نے خصوصی طور پر امیر الہند، فدائے ملت حضرت سید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی کوششوں کو سراہا اور فرمایا کہ دشمنانِ اسلام نے ہمیشہ اسلام کے خلاف سازش کی ہے مگر وہ کامیاب نہیں ہوئے کیونکہ اسلام کی

حفاظت کا وعدہ خود باری تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اس کانفرنس کے موقع پر حضرت امیر الہند رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخی مفصل خطبۂ استقبالیہ پڑھا۔ جس کے سننے کے بعد اجلاس میں شریک دانشوروں، علمائے کرام، مفتیانِ عظام کی طرف سے خصوصی مبارک باد پیش کی گئی اور کہا گیا کہ حضرت والا نے ایک ایسے موضوع کی اہمیت سے روشناس کرایا جس کے بارے میں غافل مسلمان بالکل کچھ نہیں جانتے تھے۔

بابری مسجد :

بابری مسجد کے مسئلہ کے حل کے لیے ویسے تو ۱۹۴۹ء سے مسلسل جمعیت علمائے ہند کے اکابر کوشش کرتے رہے۔ انہی کوششوں کے تسلسل کو حضرت امیر الہند، فدائے ملت رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود سنگین سے سنگین تر حالات ہوجانے کے جاری رکھا۔ ہر دور میں عدالتی طریق کار سے مسلمانوں کی اِس مظلومیت سے حکومتوں کو آگاہ کیا جاتا رہا اور حضرت فدائے ملت رحمہ اللہ کی کوشش ہر ظالم و جابر جانبدار فرقہ پرست حکمران کی ذلت کا باعث بنتی رہی۔

امداد و وظائف :

حضرت امیر الہند رحمۃ اللہ علیہ کے دورِ صدارت میں ایک اہم کام یہ بھی ہوا کہ جمعیت نے مسلمانوں کو ٹیکنیکل تعلیم دینے کے لیے ۱۹۷۴ء سے تعلیمی وظائف کا پُرتحسین سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ اس میں مزید توسیع کے لیے ''مجاہد ملت سکالر شپ'' ۱۹۹۰ء میں قائم کیا گیا جس کے تحت اعلیٰ دینی وفنی تعلیم حاصل کرنیوالے طلباء کو وظائف دینے کا منصوبہ بنایا گیا۔ اسے مسلمانوں کی تعلیمی پس ماندگی کے خاتمہ کی طرف ایک اہم قدم کہا جاسکتا ہے۔ نیز امیر الہند رحمۃ اللہ علیہ کے دورِ صدارت میں اِس سلسلے میں اہم کوششوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ضرورت مند طلباء کی مدد کرنا، رہنمائی کرنا، انہیں سرکاری سہولتوں کی معلومات بہم پہنچانا، دینی و دنیوی تعلیم کو جمعیت کے پروگرام میں اہمیت دینا۔

دینی مکاتب کا قیام، دار المطالعہ، لائبریری کا قیام، درس حدیث کا اجراء، مسلمان بچوں اور بچیوں کے لیے دُنیاوی تعلیم پر توجہ دینا۔ KG اور EM سکول کے ساتھ ٹیکنیکل پیشہ وارانہ تعلیم کے لیے کوشش کرنا۔ جمعیت علمائے ہند ہمیشہ اِس بات کے لیے کوشش کر رہی ہے کہ ملک کی مسلم اقلیت ہندوستان کو اپنا مالک سمجھ کر کھل کر ہاتھ بٹائے اور ساتھ دے۔

مسلم پرسنل لاء :

اسلامی معاشرتی قانون کی اہمیت حضرت اقدس فدائے ملت رحمۃ اللہ علیہ کے دورِ صدارت میں جو رہی ہے اُس کا اندازہ ہم جمعیت علمائے ہند کے خصوصی اجلاسوں، اجلاس ہائے عام کی کارروائیوں اور تجاویز و قراردادوں کا جائزہ لینے کے بعد ہی بخوبی کر سکتے ہیں۔ مسلم پرسنل لاء کے ضمن میں آنیوالے تمام معاشرتی علوم کے تعلق سے واضح نقطۂ نظر ملتا ہے اور اس حوالے سے چھوٹے سے چھوٹے واقعہ اور معاملہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ مسلم پرسنل لاء کی اہمیت حضرت امیر الہند رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان سے کی جا سکتی ہے جو آپ نے ۱۹۶۶ء میں حکومت کی وضاحت طلب کرنے پر دیا آپ نے فرمایا: ''قرآنی قوانین نہ کسی مجلس قانون ساز کے بنائے ہوئے ہیں نہ کسی حکومت کے نافذ کردہ ہیں اِن میں ترمیم اور تبدیلی کا حق کسی کو نہیں۔''

مسئلہ اِرتداد :

اپنے اکابر کے اس ورثہ کو حضرت فدائے ملت رحمۃ اللہ علیہ نے برقرار رکھا ہے۔ جمعیت علماء ہند واحد مسلم تنظیم ہے جس نے شروع ہی سے مسئلہ اِرتداد کو سنجیدگی سے لیا اور اس سلسلہ میں اپنی حد تک مناسب و معقول کارروائی کی۔ جمعیت علمائے ہند کے صدر حضرت السید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فتنہ اِرتداد سے متأثرہ علاقوں کا متعدد بار دورہ کیا اور اِس مسئلہ میں خصوصی دلچسپی لیتے ہوئے جمعیت علماء ہند کے آرگنائزر سے صورت حال معلوم کر کے مناسب کارروائی بھی کرتے رہے۔ اس سلسلہ میں آپ کے دَور صدارت میں نئی نسل کی دینی تعلیم مذہبی شعور پیدا کرنے کے لیے جمعیت کے زیر سرپرستی سینکڑوں مدارس و مکاتب، مساجد اور ادارے قائم ہوئے اور اب تک ہیں، اگرچہ ضرورت کے لحاظ سے پھر بھی کم ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اِرتداد کے فروغ کے لیے کسی بھی اقلیت کی بنیادی وجہ اقتصادی بدحالی بھی ہوا کرتی ہے۔ آپ نے اِس وجہ سے اِرتداد کے عمل کو روکنے کے لیے جمعیت علماء ہند کے پلیٹ فارم سے بلاسود نظام جاری کر کے اس تنظیم کی تاریخ میں ایک انوکھا اور کامیاب تجربہ پیش کیا ہے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کو اقتصادیات نہیں آتی یا وہ اِس میدان میں پیچھے ہیں اُن کے لیے یہ درسِ عبرت ہے۔ (جاری ہے)

۳ صفر المظفر ۱۴۲۷ھ/ ۴ مارچ ۲۰۰۶ء بعد نمازِ عشاء جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی میں "تنظیم القراء والحفاظ ٹرسٹ پاکستان" کا ایک تعزیتی اجتماع حضرت فدائے ملت امیر الہند مولانا سید اسعد مدنی قدس اللہ سرہ العزیز کے ایصال ثواب کے لیے حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہم کی زیرصدارت منعقد ہوا جس میں حضرت امیر الہندؒ کے حالاتِ زندگی اور اکابر کے ساتھ مشابہت پر مقررین نے روشنی ڈالی۔ اجلاس کے آخر میں دیو بند سے بذریعہ فون حضرت مولانا سید ارشد مدنی مدظلہم نے بھی مختصر خطاب فرمایا، جس کو قارئین کے افادے کے لیے یہاں پیش کیا جارہا ہے۔ (تنویر احمد شریفی)

مسلکِ دیوبند کے محافظ اور سلوک و اِرشاد کے امام

اِفادات : جانشین حضرت شیخ الاسلام اور حضرت امیر الہند نور اللہ مرقد ہما

حضرت مولانا سید اَرشد مدنی دامت برکاتہم (ناظم تعلیمات واستاذ الحدیث دار العلوم دیوبند)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ! مجھے یہ معلوم ہوکر خوشی ہوئی کہ آپ سب حضرات حضرت مولانا سید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت کے لیے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ تعزیت کے معنی ہیں کسی حادثے پر متأثرین کو تسلی دینا، بلاشبہ ہم سب جو اُن سے رشتے داری رکھتے ہیں اور جو رُوحانی تعلق اُن سے رکھتے ہیں ہم سب تعزیت کے مستحق ہیں مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ کا مصداق حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ ارتحال ہے۔

حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہٗ سے سلسلۂ سلوک کا جو طریقہ چلا ہے اُس کے اور ہندوستان و پاکستان میں جتنے مشائخ ہیں اُن سب میں سب سے زیادہ سلوک و اِرشاد کے میدان میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ آگے نظر آتے ہیں۔ سب سے زیادہ سلوک و اِرشاد اِس زمانے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پھیلا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ مسلک دیوبند کے محافظ تھے۔ کہیں سے بھی کوئی فتنہ دار العلوم دیوبند اور اکابر وعلمائے دیوبند کے خلاف اُٹھتا آپ اُس کا تعاقب فرماتے تھے۔ حکومت سعودیہ نے علمائے احناف

اور بالخصوص علمائے دیو بند کے خلاف جو آواز اُٹھائی تھی، حضرتؒ کی کوششوں سے وہ ختم ہوئی۔ حضرتؒ نے بڑی سختی کے ساتھ سعودی حکام کے خلاف آواز اُٹھائی اور اُن سے کہا کہ آپ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ آپ مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ ڈالیں۔ آپ کو چاہیے کہ اتحاد بین المسلمین کو مضبوط کریں اور آپ اتحاد بین المسلمین کے داعی بھی کہلاتے ہیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک صفت یہ بھی تھی کہ کوئی فتنہ دیکھتے تو اُس کی سرکوبی کے لیے اُس کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے۔ اس فتنے کی سرکوبی تک اپنی جدوجہد جاری رکھتے تھے۔ یہاں مسلمانوں کے لیے رفاہی ادارے قائم فرمائے اور اپنی خداداد صلاحیتوں کے ذریعے مسلمانوں کی بھرپور قیادت فرمائی۔ درحقیقت آج ہم سب اُن کی کمی کو شدت سے محسوس کررہے ہیں لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ دُنیا میں زندگی کے بعد موت بھی ہے اِس لیے ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ کی ہدایات کی روشنی میں اپنی زندگی گزارنی ہے اور اِس کے لیے حضرتؒ نے اپنی زندگی تن من دھن سے صرف کردی۔ ہم جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین ہیں، حضرتؒ سے عقیدت رکھتے ہیں، حضرتؒ کے مشن کو اپنا مقصد زندگی بنائیں، اللہ رب العزت کے ذکر کا اہتمام رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے، حسنات کو قبول فرمائے، اپنی مرضیات پر چلائے، شرور وفتن سے محفوظ فرمائے۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ .

❁ ❁ ❁

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے۔ (ادارہ)

درود شریف کی اِس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہوگی کہ اللہ جل شانہٗ نے حضور اقدس ﷺ کے پاک نام کو اپنے پاک نام کیساتھ کلمۂ شہادت میں شریک کیا اور آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت، آپ کی محبت کو اپنی محبت قرار دیا۔ ایسے ہی آپ پر درود کو اپنے درود کیساتھ شریک فرمایا۔ پس جیسا کہ اپنے ذکر کے متعلق فرمایا اُذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ ایسے ہی درود کے بارے میں ارشاد فرمایا جو آپ پر درود بھیجتا ہے اللہ اُس پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے۔ زیرِ نظر چہل حدیث درود شریف پڑھنے کے فضائل اور نہ پڑھنے کی وعیدوں پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کثرت سے نبی الرحمۃ ﷺ پر درود پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (مرتب)

فضائلِ درود شریف

﴿ جناب محمد راشد صاحب، ڈیرہ اسماعیل خان ﴾

(۱) حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے اللہ جل شانہٗ اُس پر دس دفعہ صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ (مسلم)

ف : اللہ جل شانہٗ کی طرف سے تو ایک ہی درود اور ایک ہی رحمت ساری دُنیا کے لیے کافی ہے چہ جائیکہ ایک دفعہ درود پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس رحمتیں نازل ہوں۔ (فضائل درود شریف ص ۱۲)

(۲) حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ پر ایک دفعہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ شانہٗ اور اُس کے فرشتے اُس پر ستر دفعہ درود (رحمت) بھیجتے ہیں۔ (فضائل درود شریف ص ۱۲)

(۳) حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس کے سامنے میرا تذکرہ آوے اُس کو چاہیے کہ مجھ پر درود بھیجے اور جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ جل شانہٗ اُس پر دس دفعہ درود بھیجے گا اور اُس کی دس خطائیں معاف کرے گا اور اُس کے دس درجے بلند کرے گا۔ (فضائل درود شریف ص ۱۳)

ف : حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت میں اِس میں اضافہ ہے کہ یہ اُس کے لیے دس غلام آزاد کرنے کے بقدر ہوگا۔

(۴) طبرانی کی روایت سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اُس پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے اور جو مجھ پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ جل شانہٗ اُس پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اور جو مجھ پر سو دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ شانہٗ اُس کی پیشانی پر بَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ لکھ دیتے ہیں، یعنی یہ شخص نفاق سے بھی بری ہے اور جہنم سے بھی بری ہے اور قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ اُس کا حشر فرمائیں گے۔ (فضائل درود شریف ص۱۳)

(۵) علامہ سخاویؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کا یہ اِرشاد نقل کیا ہے کہ جو مجھ پر دس دفعہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ سو دفعہ اُس پر درود بھیجیں گے اور جو مجھ پر سو دفعہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اُس پر ہزار دفعہ درود بھیجیں گے اور جو عشق و شوق میں اِس پر زیادتی کرے گا میں اُس کے لیے قیامت کے دن سفارشی ہوں گا اور گواہ۔ (فضائل درود شریف ص۱۴)

(۶) اُم انیس بنت حسن ابن علی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتی ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ، اللہ تعالیٰ کا فرمان اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا یہ سر بستہ رازوں میں سے ایک راز ہے اور اگر تم مجھ سے اِس کے بارے میں نہ پوچھتے میں تم کو خبر نہ دیتا۔ اللہ عزوجل نے ہر مسلمان بندے پر دو فرشتے مقرر فرمائے ہیں۔ جب بھی مسلمان بندہ میرا ذکر کرتا ہے اور مجھ پر درود بھیجتا ہے تو یہ دونوں فرشتے کہتے ہیں۔ اللہ تیری مغفرت فرمائے اور حق تعالیٰ شانہٗ اور اُس کے فرشتے اِن دو فرشتوں کے جواب میں ''آمین'' فرماتے ہیں۔ (کفارات الخطایا، رواہُ الطبرانی)

(۷) طبرانی سے منقول ہے کہ آپ کی اُمت میں سے جو بھی آپ ﷺ پر درود شریف پڑھے گا اُس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اُس کی دس نیکیاں لکھیں گے اور اُس کے دس گناہ معاف فرمائیں گے اور اُس کی برکت سے اُس کے دس درجات بلند فرمائیں گے اور ایک فرشتہ اُس سے وہی کہے گا جو اُس نے کہا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ فرشتہ کیسا؟ تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ جل شانہٗ نے ایک فرشتہ کو قیامت تک کے لیے مقرر کر دیا ہے کہ جو آپ پر درود بھیجے وہ اُس کے لیے '' وَاَنْتَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ'' کی دُعا کرے۔ (فضائل درود شریف ص۲۹۲)

(۸) حضرت ابو کاھل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے

ابوکاھل جوشخص ہر روز وشب میں تین تین مرتبہ میری محبت وشوق میں ڈوب کر مجھ پر درود شریف پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ کے ذمّہ ہے کہ اُس کی اُس روز وشب کے گناہوں کی مغفرت فرمادے۔ (فضائل درود شریف ص ۲۹۴، کذافی الترغیب)

(۹) ابن مسعودؓ سے مروی ہے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ بلاشک قیامت میں لوگوں میں سے سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجے گا۔ (فضائل درود شریف ص ۱۶)

(۱۰) ایک حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ سب سے زیادہ نجات والا قیامت کے دن اُس کے ہولوں سے اور اس کے مقامات سے وہ شخص ہے جو دُنیا میں سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجتا ہو۔ (فضائل درود شریف ص ۱۶)

(۱۱) ایک حدیث میں نقل کیا ہے کہ مجھ پر درود بھیجنا قیامت کے دن پل صراط کے اندھیرے میں نور ہے اور جو یہ چاہے کہ اُس کے اعمال بہت بڑی ترازو میں تُلیں اُس کو چاہیے کہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرے۔ (فضائل درود شریف ص ۱۶)

(۱۲) حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، اس لیے کہ قبر میں ابتداءً تم سے میرے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (فضائل درود شریف ص ۱۶)

(۱۳) علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ تین آدمی قیامت کے دِن اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے، جس دن اُس کے سایہ کے علاوہ کسی چیز کا سایہ نہ ہوگا۔ ایک وہ شخص جو کسی مصیبت زدہ کی مصیبت ہٹائے، دوسرا وہ جو میری سنت کو زندہ کرے، تیسرے وہ جو میرے اُوپر کثرت سے درود بھیجے۔ (فضائل درود شریف ص ۱۶)

ف : علامہ سخاویؒ نے قوتُ القلوب سے نقل کیا ہے کہ کثرت کی کم سے کم مقدار تین سو مرتبہ ہے۔

(۱۴) زادُ السعید میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو مجھ پر درود کی کثرت کرے گا وہ عرش کے سایہ میں ہوگا۔ (فضائل درود شریف ص ۱۶)

(۱۵) علامہ سخاویؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ اپنی مجالس کو درود شریف کے ساتھ مزین کیا کرو اِس لیے کہ مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لیے قیامت میں

نور ہے۔(فضائل درود شریف ص۱۶)

(۱۶) طبرانی سے حضور ﷺ کا یہ اِرشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص صبح کو مجھ پر دس بار درود بھیجے اور شام کو دس بار، قیامت کے دن اُس کے لیے میری شفاعت ہوگی۔

(۱۷) امام مستغفری رحمہ اللہ سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو کوئی ہر روز سو بار مجھ پر درود بھیجے اُس کی سو حاجتیں پوری کی جائیں گی، تیس دُنیا کی باقی آخرت کی۔(فضائل درود شریف ص۱۸)

(۱۸) ترغیب میں حضرت امام حسنؓ سے حضور اقدس ﷺ کا یہ اِرشاد نقل کیا ہے کہ تم جہاں کہیں ہو مجھ پر درود پڑھتے رہا کرو۔ بیشک تمہارا درود میرے پاس پہنچتا رہتا ہے۔

(۱۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حضور ﷺ کا یہ اِرشاد نقل کیا ہے جو کوئی مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے اور میں اُس کے بدلہ میں اُس پر درود بھیجتا ہوں اور اِس کے علاوہ اُس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

(۲۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حضور اقدس ﷺ کا یہ اِرشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص میرے اُوپر جمعہ کے دن یا جمعہ کی شب میں درود بھیجے اللہ جل شانہٗ اُس کی سو حاجتیں پوری کرتے ہیں اور اُس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیتے ہیں جو اُس کو میری قبر میں مجھ تک اِسی طرح پہنچاتا ہے جیسے تم لوگوں کے پاس ہدایا بھیجے جاتے ہیں۔(فضائل درود شریف ص۱۸)

(۲۱) علامہ سخاویؒ نے امام احمدؒ کی ایک روایت سے یہ نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں اپنے سارے وقت کو آپ پر درود کے لیے مقرر کر دوں تو کیسا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ایسی صورت میں حق تعالیٰ شانہٗ تیرے دُنیا اور آخرت کے سارے فکروں کی کفایت فرمائے گا۔(فضائل درود شریف ص۲۶)

(۲۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو ایک فرشتہ اُس درود کو لے جا کر اللہ جل شانہٗ کی پاک بارگاہ میں پیش کرتا ہے۔ وہاں سے اِرشادِ عالی ہوتا ہے کہ اِس درود کو میرے بندہ کی قبر کے پاس لے جاؤ یہ اُس کے لیے استغفار کرے گا اور اِس کی وجہ سے اُس کی آنکھ ٹھنڈی ہوگی۔(فضائل درود شریف ص۲۶)

(۲۳) زادُ السعید میں مواہب لدُنیہ سے نقل کیا ہے کہ قیامت میں کسی مؤمن کی نیکیاں کم ہو جائیں گی

تو رسول اللہ ﷺ ایک پرچہ سرانگشت کی برابر نکال کر میزان میں رکھ دیں گے جس سے نیکیوں کا پلہ وزنی ہو جائے گا وہ مؤمن کہے گا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، آپ کون ہیں؟ آپ کی صورت و سیرت کیسی اچھی ہے۔ آپ ﷺ فرمائیں گے میں تیرا نبی ہوں اور یہ درود ہے جو تو نے مجھ پر پڑھا تھا، تیری حاجت کے وقت میں نے اِس کو ادا کر دیا۔ (فضائل درود شریف ص ۲۹)

(۲۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضور اقدس ﷺ کا اِرشاد نقل کیا ہے کہ مجھ پر تمہارا درود بھیجنا تمہاری دُعاؤں کو محفوظ کرنے والا ہے، تمہارے رب کی رضا کا سبب ہے اور تمہارے اعمال کی زکوٰۃ ہے (یعنی اُن کو بڑھانے والا اور پاک کرنے والا ہے)۔

(۲۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا اِرشاد نقل کرتے ہیں کہ مجھ پر درود پڑھنا پل صراط پر گزرنے کے وقت نور ہے اور جو شخص جمعہ کے دن ۸۰ دفعہ مجھ پر درود بھیجے اُس کے ۸۰ سال کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ (فضائل درود شریف ص ۲۹)

(۲۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس ﷺ کا یہ اِرشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سو مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اس کے ساتھ قیامت کے دن ایک ایسی روشنی آئے گی کہ اگر اُس روشنی کو ساری مخلوق پر تقسیم کیا جائے تو سب کو کافی ہو جائے۔ (فضائل درود شریف ص ۲۹)

(۲۷) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کا یہ اِرشاد نقل کیا گیا ہے کہ میرے اُوپر روشن رات (یعنی جمعہ کی رات) اور روشن دن (یعنی جمعہ کے دن) میں کثرت سے درود بھیجا کرو اِس لیے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے تو میں تمہارے لیے دُعا اور استغفار کرتا ہوں۔

(۲۸) حضور اقدس ﷺ کا اِرشاد ہے کہ جس کے سامنے میرا تذکرہ آئے اُس کو چاہیے کہ مجھ پر درود بھیجے اور جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ جل شانہٗ اُس پر دس دفعہ درود بھیجے گا اور اُس کی دس خطائیں معاف کرے گا اور اُس کے دس درجے بلند کرے گا۔

(۲۹) ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا اِرشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ کے بہت سے فرشتے ایسے ہیں جو (زمین میں) پھرتے رہتے ہیں اور میری اُمت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے ہیں۔

(۳۰) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا اِرشاد نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے ایک

فرشتہ میری قبر پر مقرر فرما رکھا ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت عطا فرما رکھی ہے پس جو شخص بھی مجھ پر قیامت تک درود بھیجتا رہے گا وہ فرشتہ مجھ کو اُس کا اور اُس کے باپ کا نام لے کر درود پہنچاتا ہے کہ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے اُس نے آپ پر درود بھیجا ہے۔

(۳۱) ایک روایت میں ہے کہ تیری اُمت میں سے جو شخص ایک دفعہ درود بھیجے گا میں اُس پر دس دفعہ درود بھیجوں گا اور جو مجھ پر ایک دفعہ سلام بھیجے گا میں اُس پر دس دفعہ سلام بھیجوں گا۔

(۳۲) حضرت ابو ہریرہؓ حضور اقدس ﷺ کا اِرشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص میرے اُوپر میری قبر کے قریب درود بھیجتا ہے میں اُس کو خود سنتا ہوں اور جو دُور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

(۳۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص مجھ پر سلام کرتا ہے تو اللہ جل شانہٗ مجھ پر میری رُوح لوٹا دیتے ہیں یہاں تک کہ میں اُس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

(۳۴) حضور اقدس ﷺ کا اِرشاد ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا کرے تو نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجا کرے یعنی بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ پھر یوں کہا کرے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِىْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ''اے اللہ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب مسجد سے نکلا کرے تب بھی نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجا کرے اور یوں کہا کرے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِىْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ ''اے اللہ میرے لیے اپنے فضل (یعنی روزی) کے دروازے کھول دے۔

(۳۵) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حضور اقدس ﷺ کا یہ اِرشاد نقل کیا گیا ہے کہ بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

(۳۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا اِرشاد نقل کرتے ہیں جو قوم کسی مجلس میں بیٹھے اور اُس مجلس میں اللہ کا ذکر اور اُس کے نبی پر درود نہ ہو تو یہ مجلس اُن پر قیامت کے دن ایک وبال ہوگی، پھر اللہ کو اختیار ہے کہ اُن کو معاف کر دے یا عذاب دے۔

ف : ایک دوسری حدیث میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس میں حضور اقدس ﷺ کا اِرشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور وہ حضور اقدس ﷺ پر درود سے پہلے مجلس برخاست کریں تو اُن کو حسرت ہوگی، چاہے وہ جنت ہی میں (اپنے اعمال کی وجہ سے) داخل ہو جائیں بوجہ اُس

ثواب کے جس کو وہ دیکھیں گے۔

(۳۷) حضرت عبداللہ بن یسر رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کا یہ اِرشاد نقل کیا گیا ہے کہ دُعائیں ساری کی ساری رُکی رہتی ہیں، یہاں تک کہ اُس کی ابتداء اللہ کی تعریف اور حضور ﷺ پر درود سے نہ ہو۔ اگر اِن دونوں کے بعد دُعا کرے گا تو اُس کی دُعا قبول کی جائے گی۔

ف : حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ دُعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اُوپر نہیں چڑھتی یہاں تک کہ حضور اقدس ﷺ پر درود پڑھے۔

(۳۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک قصہ نقل کیا گیا ہے جس کے اخیر میں حضور ﷺ کا اِرشاد ہے کہ ہلاکت ہے اُس شخص کے لیے جو مجھے قیامت میں نہ دیکھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ وہ کون شخص ہے جو آپ کی زیارت نہ کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''بخیل''۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا بخیل کون؟ حضور ﷺ نے فرمایا جو میرا نام سُنے اور درود نہ بھیجے۔ (فضائل درود شریف)

ف : پیغمبر ﷺ کا نام مبارک آنے پر درود شریف نہ پڑھنے پر کتنی سخت محرومی کی وعید ہے۔

(۳۹) حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ منبر پر چڑھے۔ جب پہلے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا آمین، پھر دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا آمین، پھر تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ پھر اِرشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے تھے۔ اُنہوں نے کہا اے محمد (ﷺ) جو شخص رمضان کو پائے اور اُس کی مغفرت نہ کی جائے، اللہ اُس کو ہلاک کرے، میں نے کہا آمین۔ اور وہ شخص کہ جس نے ماں باپ یا اُن میں سے ایک کا زمانہ پایا ہو پھر بھی جہنم میں داخل ہو گیا ہو (یعنی اُن کی ناراضی کی وجہ سے) اللہ اُس کو ہلاک کرے، میں نے کہا آمین۔ اور جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک آئے اور وہ درود نہ پڑھے اللہ اُس کو ہلاک کرے، میں نے کہا آمین۔ (فضائل درود شریف ص ۷۵)

ف : حضرت جبرئیل علیہ السلام کی بد دُعا اور سرور کائنات نبی الرحمۃ ﷺ کی آمین کے بعد یہ بد دُعائیں جتنی سخت اور شدید ہو گئی ہیں بس اللہ تعالیٰ ہی اپنی رحمت سے ہمیں اِن بد دُعاؤں سے محفوظ فرمائے، آمین۔

(۴۰) زادُ السعید میں بروایت طبرانی رسول اللہ ﷺ کا یہ اِرشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر درود

بھیجے کسی کتاب میں (یعنی لکھے) ہمیشہ فرشتے اُس پر درود بھیجتے رہیں گے جب تک میرا نام اُس کتاب میں رہے گا۔

ف : اللہ تعالیٰ اِس حدیث میں مذکور بشارت کا ہمیں بھی مصداق بنائے اور نبی الرحمۃ ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھنے اور ظاہراً و باطناً اتباعِ سنت کی توفیق عطا فرمائے، آمین بحرمۃ سید المرسلین ﷺ

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔

یومِ تاسیس جامعہ اشرفیہ

فضلاء جامعہ اشرفیہ توجہ فرمائیں

جامعہ اشرفیہ اپنے فضلاء کی علمی، مذہبی اور ملی خدمات کے حوالے سے ستمبر 2006ء کی 10,9,8 کو ایک سہ روزہ کنونیشن منعقد کر رہا ہے جس میں شرکت کے لیے 1947ء سے لے کر 2005ء تک کے فضلاء کو مدعو کیا گیا ہے، اس اجلاس میں شرکت اور پھر اس میں مقالات پڑھنے والے فضلاء سے التماس ہے کہ وہ 15 جولائی 2006ء سے پہلے پہلے اجلاس کے کنوینئر مولانا حافظ زبیر حسن سے رجوع فرمائیں تاکہ پروگرام کے مطابق ان کے اسماء کو شامل کیا جا سکے۔ شکریہ

اے خدا ایں جامعہ قائم بدار   فیض او جاری بود لیل و نہار

محمد عبید اللہ

مہتمم جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ، لاہور

فون : 7552772 فیکس : 7552986

موبائل : 0300-8494782

بسلسلہ اصلاحِ خواتین

عورتوں کے عیوب اور امراض

﴿ ازافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

مال کی محبت :

زیادہ افسوس تو اِسی بات کا ہے کہ ہم کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ہمارے اندر کچھ امراض بھی ہیں یا نہیں؟ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر لوگوں میں دو مرض بکثرت پائے جاتے ہیں، ایک حُبِّ مال دوسرے حُبِّ جاہ (یعنی مال کی محبت اور بڑا بننے کی کوشش) گو دونوں کا رنگ مردوں اور عورتوں میں مختلف ہے یعنی مردوں میں حبِ مال اور حبِ جاہ کا اور رنگ ہے اور عورتوں میں دوسرا رنگ ہے۔ مگر دونوں میں یہی دو مرض زیادہ ہیں۔ اور عورتیں اپنے کو بڑا تو نہیں سمجھتیں مگر اپنے کو بڑا ظاہر کرنا چاہتی ہیں۔ ایسی باتیں اور ایسے طریقے اختیار کرتی ہیں کہ جن سے اِن کا بڑا ہونا دوسرے پر ظاہر ہو۔ اِسی طرح مال کی محبت کے رنگ میں بھی دونوں مختلف ہیں۔ مردوں کو روپوں سے زیادہ محبت ہے اور کسی چیز سے اتنی نہیں، اِسی واسطے اُس کے جوڑنے اور جمع کرنے کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور عورتوں کو زیور کپڑے اور برتن وغیرہ خانگی (گھریلو) سامان سے محبت زیادہ ہوتی ہے کہ رنگ برنگے کپڑے ہوں، قسم قسم کے برتن ہوں، مختلف قسم کے زیور ہوں۔

مگر اس بارے میں مردوں کی سمجھ عورتوں سے اچھی ہے کیونکہ روپیہ ایسی چیز ہے جس سے ہر چیز حاصل ہو سکتی ہے۔ جس کے پاس روپیہ ہے اُس کے پاس سب کچھ ہے کیونکہ وہ ہر چیز کا بدل ہو سکتا ہے۔ اور ہر چیز اِس سے حاصل ہو سکتی ہے بخلاف برتن اور کپڑوں وغیرہ کے، کہ وہ ہر چیز کا بدل نہیں ہو سکتے اور ہر چیز اِس سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ شبہ نہ کیا جائے کہ مرد بھی تو بکثرت جائیدادیں خریدتے ہیں کہیں زمین مکان مول لیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اِن کو بھی سامان سے محبت ہے روپے سے نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں بھی سامان سے محبت نہیں بلکہ روپیہ ہی سے محبت و رغبت ہے۔ جائیداد کے لینے میں بھی روپیہ پھنسانے کی ایک صورت اختیار کر لی ہے۔ پس مردوں کو جو جائیداد سے محبت ہے وہاں بھی اِس سے روپیہ ہی مقصود ہے کہ جائیداد سے آمدنی ہوتی رہے گی اور سرمایہ محفوظ رہے گا۔ بس وہاں بھی مقصود روپیہ ہی ہے۔

اور عورتوں میں یہ رنگ نہیں، وہ ساز و سامان پر فریفتہ (عاشق) ہیں۔ ہر وقت چیزوں کے جمع کرنے کی اِن کو حرص رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روپے کو بے دریغ اُڑاتی ہیں۔ اوّل تو اِس وجہ سے کہ اُس کی اِس بات پر توجہ نہیں کہ روپے سے ہر چیز حاصل ہو جاتی ہے اور دوسرے روپیہ اِن کا کمایا ہوا نہیں جس سے دل دُکھے اس لیے بے دریغ خرچ کرتی ہیں۔ (خیر الاناث للاناث ملحقہ حقیقت مال و جاہ)

خیر جو کچھ بھی وجہ ہو عورتوں کو روپیہ کی قدر نہیں، اِن کو زیادہ شوق چیزوں کا ہے حتّٰی کہ فضولیات (غیر ضروری سامانوں) تک اِن کی نظریں پہنچتی ہیں۔ بس اِن کو تو یہ خبر ہونا چاہیے کہ فلاں چیز بِک رہی ہے فوراً اُس کے خریدنے کا اہتمام ہوتا ہے گویا پہلے ہی سے اُس چیز کی منتظر تھیں۔ ان کو چیزوں سے ایسی محبت ہے کہ ہر چیز کے لیے بیس ضرورتیں گھڑ لیں گی۔ برتن بکتا ہوا آ جائے خواہ اُس کی کچھ بھی ضرورت نہ ہو بس خرید لیں گی۔ چنانچہ گنجائش والے گھروں میں اتنا سامان موجود ہوتا ہے کہ کبھی استعمال کی بھی نوبت نہیں آتی مگر عورتوں کو سامان خریدنے سے کسی وقت بھی انکار نہیں۔ حالت یہ ہے کہ بڑے بڑے فرش اور صندوقیں فضول رکھے ہوئے ہیں مگر اِن کی خریداری بند نہیں ہوتی۔ خصوصاً نازک اور تکلف کا سامان خریدنے کا آج کل بڑا شوق ہے جو سوائے زینت اور آرائش کے کسی کام کا نہیں۔ (اور وہ سامان کمزور اتنا ہے کہ) ذرا سی ٹھیس لگ جائے تو کسی کام کا بھی نہیں مگر عورتوں کو دِن رات ہر وقت یہی دھن ہے۔ خلاصہ یہ کہ اِن کے اندر حُبِّ مال اِس رنگ میں ہے کہ اِن کے پاس کتنی ہی چیزیں ہوں مگر زائد ہی کی طالب رہتی ہیں، اِن کا پیٹ ہی نہیں بھرتا۔ ان کو سامان سے کبھی صبر ہوتا ہی نہیں۔

مرد تو کپڑوں میں پیوند تک لگا لیتے ہیں مگر عورتیں ہیں کہ اِن کو نئے کپڑوں بھرے صندوق بھی کافی نہیں ہوتے۔ چاہتی ہیں کہ کپڑوں سے گھر بھر لیں۔ اگر سخت مجبوری (تنگی) ہو تو پیوند بھی لگا لیں گی مگر وسعت میں تو لگاتی ہی نہیں مگر بعض مرد بیچارے ملازم تو ہیں معمولی تنخواہ کے مگر بیبیوں کو دیکھو تو بیگم بنی ہوئی ہیں۔ مرد اَپنے لیے پیوند لگے کپڑوں کو عیب نہیں سمجھتا مگر عورت غریب کی بھی ہوگی تو اپنے کو ایسا بنائے گی کہ گویا بالکل امیر کی لڑکی یا کسی بڑے آدمی کی بیوی ہے اور یہ سب ساز و سامان اور سجاوٹ شوہر کے لیے نہیں بلکہ دوسرے کو دکھانے کی غرض سے ہوتا ہے حالانکہ یہ محض ناسمجھی کی بات ہے دِکھانے سے ہوتا کیا ہے؟ کیونکہ آپس میں خاندان والوں کو ایک دوسرے کا حال معلوم ہی ہوتا ہے کہ اِس کی اتنی حیثیت ہے اور اِس کی اتنی، پھر دکھانے سے فائدہ۔ یہ مانا کہ عورتوں کے لیے زینت مناسب ہے مگر اِس اعتدال (حد) سے آگے تو نہ ہو۔ (جاری ہے)

نبوی لیل و نہار

﴿ حضرت مولانا سعد حسن صاحب ٹونکی ؒ ﴾

✡ ✡ ✡

آنحضرت ﷺ کی عاداتِ طیبہ گفتگو میں :

☆ آنحضرت ﷺ گفتگو فرماتے تو الفاظ اتنے ٹھہر ٹھہر کر ادا فرماتے کہ سُننے والا بآسانی یاد کر لیتا بلکہ اگر کوئی گننے والا آپ ﷺ کے الفاظ گننا چاہتا تو گن بھی سکتا تھا۔

☆ گفتگو میں اکثر و بیشتر الفاظ کو تین مرتبہ دوہراتے۔

☆ آپ ﷺ بات کرتے وقت بار بار آسمان کی طرف بھی نظر اُٹھا کر دیکھ لیتے۔

☆ جس بات کا تفصیل سے ذکر کرنا تہذیب سے گرا ہوا ہوتا تو اُس کو حضور ﷺ کنایہ میں بیان فرماتے۔

☆ کسی بات پر زور دینا ہوتا اور آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوتے تو ٹیک چھوڑ کر سیدھے بیٹھ جاتے اور خاص لفظ یا جملہ کو بار بار اِرشاد فرماتے۔

☆ بات کرتے وقت آنحضرت ﷺ مسکراتے اور نہایت خندہ پیشانی سے گفتگو فرماتے۔

☆ جب آپ ﷺ حاضرین کو کسی بات سے ڈراتے تو زبانِ مبارک سے الفاظ ادا فرماتے اور ہاتھ کو زمین پر ملتے۔

☆ جب آپ ﷺ بوقتِ گفتگو کسی چیز کی طرف اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ سے فرماتے صرف اُنگلی سے اشارہ نہیں فرماتے۔

☆ آنحضرت ﷺ دورانِ گفتگو کسی بات پر تعجب کرتے تو ہتھیلی کو اُلٹ دیتے۔

☆ کبھی دورانِ گفتگو تعجب کے وقت سیدھے ہاتھ کی اندر کی ہتھیلی اُلٹے ہاتھ کے انگوٹھے کے اندر کے حصہ پر مارتے۔

☆ آپ ﷺ تعجب کے وقت سر ہلاتے اور ہونٹوں کو دانتوں سے دباتے۔

☆ آپ ﷺ تعجب کے وقت ہاتھ کو رَان پر مارتے۔

☆ کسی فکر یا سوچ کے وقت زمین کو لکڑی سے کُریدتے۔

☆ جب کسی بات کو زیادہ واضح کرنا ہوتا تو ہاتھ یا اُنگلی کے اِشارہ سے اُس کو واضح فرماتے مثلاً کسی دو چیزوں کے ساتھ ساتھ ہونے کو بتاتے تو شہادت کی اُنگلی کو بیچ کی اُنگلی کے ساتھ ملا کر اِشارہ فرماتے۔ یا مثلاً کسی چیز کی مضبوطی کو بتلاتے تو ایک ہاتھ کی اُنگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی اُنگلیوں میں داخل فرماتے۔

☆ کسی اہم گفتگو کے وقت ٹیک لگا لیتے اور سیدھے ہاتھ کو اُلٹے ہاتھ پر رکھ کر سیدھے ہاتھ کی اُنگلیوں کو اُلٹے ہاتھ کی اُنگلیوں میں پشت کی جانب سے داخل فرماتے۔

آنحضرت ﷺ کی پاک خصلتیں دُعاء کے بارے میں :

☆ آنحضرت ﷺ اکثر دُعائیں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلَی الْوَھَّابِ کے الفاظ سے شروع کرتے۔

☆ آپ ﷺ دُعاء میں سجع بندی و قافیہ بندی سے کام نہیں لیتے اور نہ اِس کو اچھا جانتے۔

☆ دُعا کے شروع و آخر میں اور کبھی بیچ دُعا میں اکثر اِن الفاظ کا اضافہ فرماتے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

☆ جب آنحضرت ﷺ کو کسی امر میں بہت زیادہ پریشانی لاحق ہوتی تو چادر بچھا دیتے، کھڑے ہو جاتے اور دُعا کے لیے ہاتھ اتنے لمبے کر دیتے کہ آپ ﷺ کی بغل کی سفیدی تک دکھائی دیتی۔

☆ آپ ﷺ جب اللہ تعالیٰ سے خیر کی دُعا مانگتے تو دُعا میں اپنے ہاتھوں کی اندر کی ہتھیلیاں اپنے چہرے کی طرف رکھتے اور جب کسی مصیبت سے پناہ مانگتے تو ہتھیلیوں کی پشت اپنے چہرے کی طرف رکھتے۔

☆ جب آپ ﷺ دُعا ختم کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرے پر مل لیا کرتے۔

☆ دُعا و استغفار کے الفاظ تین تین مرتبہ دُہراتے۔

☆ جب آنحضرت ﷺ کسی کیلیے دُعا فرماتے تو پہلے اپنے لیے دُعا فرماتے اور پھر اُس کیلیے۔

☆ کبھی آپ ﷺ دُعا میں آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھاتے اِس طرح کہ ہاتھوں کی اندر کی ہتھیلیاں زمین کی جانب ہوتیں اور پشت ہتھیلیوں کی آسمان کی طرف۔

گلدستۂ احادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

تین چیزیں جو صدقۂ جاریہ ہیں :

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَمَلُہٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَۃٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَۃٍ جَارِیَۃٍ اَوْ عِلْمٍ یُّنْتَفَعُ بِہٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَّدْعُوْلَہٗ." (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۳۲)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو اُس کے عمل (کے ثواب) کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے مگر تین چیزوں (کے ثواب) کا سلسلہ باقی رہتا ہے (۱) صدقۂ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے نفع حاصل کیا جائے (۳) نیک وصالح اولاد جو مرنے والے کے لیے دُعا کرتی رہے"۔

ف : انسان جو اعمال کرتا ہے اُن میں کچھ اعمال تو ایسے ہیں جن کا تعلق دُنیوی زندگی سے ہوتا ہے اور اُن کے اثرات مرنے کے بعد دُنیا ہی میں ختم ہوجاتے ہیں مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ۔ یہ ایسے اعمال ہیں جو انسان کی زندگی میں ادا ہوتے تھے، ان کا سلسلہ مرنے کے بعد جاری نہیں رہتا، زندگی میں جب تک یہ اعمال ہوتے تھے اُن کا ثواب بھی ملتا رہتا تھا۔ جب زندگی ختم ہوگئی تو یہ اعمال بھی ختم ہوگئے اور جب یہ اعمال ختم ہوگئے تو اِن پر ملنے والے اجر وثواب کا سلسلہ بھی ختم ہوگیا۔ اور کچھ اعمال ایسے ہیں جن کے ثواب کا سلسلہ نہ صرف یہ کہ زندگی میں جاری رہتا ہے بلکہ مرنے کے بعد بھی جاری وساری رہتا ہے اور مرنے والا برابر اُس سے منتفع ہوتا رہتا ہے۔ حدیث پاک میں انہی اعمال کا تذکرہ کیا گیا ہے، یہ اعمال تین قسم کے ہیں۔

(۱) صدقۂ جاریہ : مثلاً اللہ کی رضا وخوشنودی کے لیے مسجد، مدرسہ یا خانقاہ بنوادی، یا کسی جگہ ہسپتال یا فری ڈسپنسری بنوادی یا ضرورت کی جگہ پانی کے لیے ٹیوب ویل لگوادیا یا سبیل بنوادی یا اِسی طرح خلقِ خدا کے فائدہ کے لیے کوئی ایسا رفاہی کام کردیا جس سے لوگ فائدہ اُٹھاتے رہے، تو جب تک یہ چیزیں باقی رہیں گی اِن کا

ثواب مرنے والے کو ملتا رہے گا۔

(۲) علم نافع : کسی ایسے عالم نے وفات پائی جو اپنی زندگی میں لوگوں کو اپنے علم سے فائدہ پہنچاتا رہا۔ فائدہ پہنچانے کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں مثلاً مدرسہ میں بیٹھ کر تدریس کی اور ایسے شاگرد تیار کیے جو اُس کے علوم کے وارث بنے اور اُنہیں آگے پہنچاتے رہے۔

عوام الناس کو وعظ و نصیحت اور تقریر و تذکیر کی اور اُن کو اعمال کے لیے تیار کیا، وہ اعمال خیر میں لگ گئے۔ اپنے علوم و معارف، تصنیف و تالیف کے ذریعہ لوگوں تک پہنچائے اور ایسی کتابیں لکھیں جن سے لوگ استفادہ کرتے رہے۔ ایک صورت یہ بھی ہے کہ کسی کو علم دین سیکھنے میں مدد دی اور وہ اُس کی مدد سے عالم باعمل بن گیا۔ ایک صورت یہ بھی ہے کہ علماء ربانیین کی کتابیں خرید کر لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کے لیے اُن کو تقسیم کر گیا۔ اِن سب صورتوں میں مرنے والے کو مسلسل اجر و ثواب ملتا رہے گا۔

(۳) نیک و صالح اولاد : کسی انسان کے لیے سب سے بڑی سعادت اور وجہِ افتخار اُس کی نیک اولاد ہی ہوتی ہے۔ اس لیے کہ نیک اولاد نہ صرف یہ کہ ماں باپ کے لیے دُنیا میں سکون و راحت کا باعث بنتی ہے بلکہ مرنے کے بعد اُن کے لیے ذریعہ نجات بھی بنتی ہے۔ ایک تو اِس طرح سے کہ وہ جو بھی نیک اعمال کرتی ہے اُس کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے۔ دوسرے اِس طرح سے کہ نیک اولاد باقاعدہ والدین کے لیے ایصالِ ثواب کا اہتمام کرتی ہے جو مرنے والے کے لیے اجر و ثواب کا باعث بنتا ہے۔

تین چیزیں جن میں کسی مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا :

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : " ثَلٰثٌ لَّایَغُلُّ عَلَیْھِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ. اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰہِ، وَالنَّصِیْحَةُ لِلْمُسْلِمِیْنَ، وَلُزُوْمُ جَمَاعَتِھِمْ فَاِنَّ دَعْوَتَھُمْ تُحِیْطُ مِنْ وَّرَآئِھِمْ" (مدخل للبیھقی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۳۵)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا : تین چیزیں ایسی ہیں جن میں کسی بھی مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا۔ ایک تو عمل خالص اللہ کے لیے کرنا۔ دوسرے مسلمانوں کی خیر خواہی کرنا۔ تیسرے مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا۔ اس لیے کہ جماعت کی دُعا اِن کو چاروں طرف سے گھیرے رکھتی ہے"۔

ف : حدیث پاک میں جو بتلایا گیا ہے کہ کسی بھی مسلمان کا دل تین چیزوں میں خیانت نہیں کرتا اِس کا مطلب (واللہ اعلم) یہ ہے کہ یہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ہر مسلمان کی شان یہ ہونی چاہیے کہ یہ اُس میں پائی جائیں اور کوئی بھی اِن سے خالی نہ رہے۔

اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ بندہ جو عمل کرے وہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اُس کی رضا کے لیے کرے، اِس کے علاوہ اُس کا کوئی اور مقصد نہ ہو۔

مسلمانوں کے ساتھ نصیحت و خیر خواہی یہ ہے کہ حتی المقدور اپنے دوسرے بھائیوں کو بھلائی کی نصیحت کرتا رہے اور اُنہیں سیدھی راہ پر لگانے کی کوشش کرتا رہے۔ نیز دُنیاوی اعتبار سے اُن کی اعانت و امداد اور ہر مشکل و پریشانی میں خبر گیری کرتا رہے اور اُن کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنے کے معنی یہ ہیں کہ زندگی کے ہر مرحلہ پر اجتماعیت کے اُصول پر کاربند رہے اور اپنے آپ کو کبھی انفرادیت کی راہ پر نہ ڈالے۔ علماءِ حق کے متفقہ عقائدِ صحیحہ اور اعمالِ صالحہ کی موافقت کرتا رہے اور اُن کی جماعتِ حق کے ساتھ جڑا رہے۔ جمعہ و جماعت وغیرہ میں اُن لوگوں کے ہمراہ رہ کر اجتماعیت کو فروغ دے تاکہ اسلامی طاقت و قوت میں بھی اضافہ ہو اور رحمتِ خداوندی کے نزول کا سبب بھی ہو، کیونکہ جماعت پر خدا کی رحمت ہوتی ہے۔ جو جماعت کے ساتھ رہے گا اُس پر رحمت بھی ہوگی اور وہ جماعت کی برکتیں بھی حاصل کرے گا۔

تین چیزیں جو لعنت کا سبب ہیں :

عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلٰثَۃَ اَلْبَرَازُ فِی الْمَوَارِدِ، وَقَارِعَۃِ الطَّرِیْقِ، وَالظِّلِّ" (ابوداوٗد ج۱ ص۵ ابن ماجه ص۲۸. مشكوٰة ص۴۳)

''حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ایسی تین چیزوں سے بچو جو لعنت کا سبب بنتی ہیں: (۱) گھاٹوں پر پیشاب پاخانہ کرنے سے (۲) راستے کے درمیان پیشاب پاخانہ کرنے سے (۳) سایہ کی جگہ پیشاب پاخانہ کرنے سے''۔

ف : اس حدیث پاک کی تشریح پہلے گزر چکی ہے جس میں بتلایا گیا تھا کہ مذکورہ مقامات ایسے ہیں

جن سے ہر وقت لوگوں کا واسطہ رہتا ہے اِس لیے جب کوئی اِن مقامات کو پیشاب پاخانہ کر کے گندہ کرتا ہے تو لوگ اُس پر لعن طعن کرتے ہیں، لہٰذا اِن مقامات پر پیشاب پاخانہ کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔

تین شخص جن کے قریب رحمت کے فرشتے نہیں آتے :

عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍؓ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ :ثَلٰثَۃٌ لَّاتَقْرَبُھُمُ الْمَلٰئِکَۃُ.جِیْفَۃُ الْکَافِرِ، وَالْمُتَضَمِّخُ بِالْخَلُوْقِ، وَالْجُنُبُ اِلَّا اَنْ یَّتَوَضَّأَ"

(ابو داوٗد ج۲ ص ۲۲۰. مشکوٰۃ شریف ص۵۰)

''حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ (رحمت کے) فرشتے اُن کے قریب نہیں آتے: (۱) کافر کا بدن (۲) خَلُوْق لگانے والا (۳) جنبی جب تک کہ وضوء نہ کرلے''۔

ف : حدیث پاک میں بتلایا گیا ہے کہ تین شخص ایسے ہیں کہ رحمت کے فرشتے اُن کے قریب نہیں آتے: (۱) کافر (۲) خلوق لگانے والا (۳) جنبی۔

حدیث شریف میں کافر کے لیے ''جِیْفَۃُ الْکَافِرِ'' کے لفظ آئے ہیں۔ ''جِیْفَۃٌ'' عربی میں مردار کو کہتے ہیں جو نجس و ناپاک ہوتا ہے لیکن اِس سے مراد کافر کا بدن ہے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ۔ مطلب یہ ہوا کہ کافر زندہ ہو یا مردہ کسی حال میں بھی فرشتے اُس کے قریب نہیں آتے۔ چونکہ کافر نجس و ناپاک چیزیں مثلاً شراب و خنزیر استعمال کرتا ہے اور خود نجس و ناپاک رہتا ہے اس لیے وہ بمنزلہ مردار کے ہوتا ہے، اس بناء پر اِس کے لیے جیفہ (مردار) کا لفظ استعمال کیا گیا۔

''خَلُوْق'' ایک مرکب خوشبو کا نام ہے جو زعفران وغیرہ سے بنتی ہے۔ یہ خوشبو چونکہ رنگدار ہوتی ہے اور رنگدار خوشبو عورتوں کے لیے ہوتی ہے اس لیے عورتوں کی مشابہت کی وجہ سے مردوں کو اِس کا لگانا منع ہے، لہٰذا جو مرد یہ خوشبو لگاتا ہے رحمت کے فرشتے اُس کے قریب نہیں آتے۔

''جُنُبٌ'' سے مراد وہ شخص ہے جو بلا وجہ غسل کرنے میں دیر کرے اور بے غسل رہنے کی عادت ڈال لے۔ ایسے شخص کے پاس بھی رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ آپ ﷺ کے اِس اِرشاد سے معلوم ہوا کہ انسان اگر بے غسل ہوجائے تو جلد از جلد غسل کرنے کی کوشش کرے اور اگر غسل کرنے میں کسی وجہ سے تاخیر ہو تو کم از کم وضوء کرلے۔

دینی مسائل

﴿ جمعہ کی نماز کا بیان ﴾

جمعہ کے خطبہ کے مسائل :

جب لوگ مسجد میں آجائیں تو امام کو چاہیے کہ منبر پر بیٹھ جائے۔ مؤذن اِس کے سامنے کھڑا ہوکر اذان کہے، اذان کے فوراً بعد امام کھڑا ہوکر خطبہ شروع کردے۔

خطبہ کے واجبات :

(۱) وقت کا ہونا : ضروری ہے کہ خطبہ زوال کے بعد یعنی ظہر کے وقت میں اور نماز جمعہ سے پہلے ہو۔ اگر خطبہ زوال سے پہلے یا نمازِ جمعہ کے بعد پڑھا تو جائز نہیں۔

(۲) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خطبہ کی کم از کم مقدار ایک مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا ہے اگرچہ اتنی مقدار پر اکتفاء کرنا مکروہ ہے۔ پھر بعض کے نزدیک کراہت تحریمی ہے اور بعض کے نزدیک تنزیہی ہے۔

امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک خطبہ کی کم از کم مقدار کا تشہد کے برابر ہونا ضروری ہے اِس سے کم جائز نہیں۔

(۳) خطبہ ایسے لوگوں کے سامنے پڑھنا جن کے موجود ہونے سے جمعہ درست ہوجاتا ہے۔

(۴) خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا کہ پاس والے سن سکیں۔

خطبہ کی سنتیں اور مستحبات :

(۱) دونوں حدثوں سے پاک ہونا۔

(۲) خطبہ کا منبر پر پڑھنا۔ اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا۔

(۳) خطبہ کھڑے ہوکر پڑھنا۔ اگر عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھے تو بلا کراہت جائز ہے۔ لیکن اگر کوئی دوسرا شخص جمعہ پڑھانے والا موجود ہو تو بہتر یہ ہے کہ دوسرا کھڑے ہوکر خطبہ پڑھے۔

(۴) خطبہ پڑھنے کی حالت میں منہ لوگوں کی طرف رکھنا۔

(۵) خطبہ سننے والوں کا قبلہ رو ہو کر بیٹھنا۔

(۶) خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کہنا۔

(۷) دو خطبے پڑھنا۔

(۸) دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی دیر بیٹھنا جس میں تین چھوٹی آیتیں پڑھی جا سکیں۔

(۹) دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا۔ کسی اور زبان میں خطبہ پڑھنا یا اُس کے ساتھ کسی اور زبان کے اشعار وغیرہ ملا دینا سنت مؤکدہ کے خلاف ہے اور مکروہ تحریمی ہے۔

(۱۰) خطبہ میں اِن مضامین کا ہونا :

(۱) اللہ تعالیٰ کا شکر (۲) اللہ تعالیٰ کی تعریف (۳) اللہ تعالیٰ کی وحدت کی شہادت (۴) رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی شہادت (۵) رسول اللہ ﷺ پر درود (۶) وعظ و نصیحت (۷) قرآن پاک کی آیتوں کا یا کسی سورت کا پڑھنا۔

(۱۱) دوسرے خطبہ میں پھر ان سب چیزوں کا اِعادہ کرنا۔ البتہ دوسرے خطبہ میں بجائے وعظ و نصیحت کے مسلمانوں کے لیے دُعا کرنا ہے۔ علاوہ ازیں دوسرے خطبہ میں رسول اللہ ﷺ کے آل و اصحاب اور ازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین اور حضرت حمزہ و عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے دُعا کرنا مستحب ہے۔ بادشاہِ اسلام کے لیے بھی دُعا کرنا جائز ہے مگر اس کی ایسی تعریف کرنا جو غلط ہو مکروہ تحریمی ہے۔

(۱۲) خطبہ کو زیادہ طول نہ دینا بلکہ نماز سے کم رکھنا۔

مسئلہ : رمضان کے اخیر جمعہ کے خطبہ میں وداع اور فراق کے مضامین پڑھنا نبی کریم ﷺ اور اِن کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں۔ اس لیے ایسے مضامین پڑھنا بدعت اور مکروہ ہے۔

مسئلہ : خطبہ کسی کتاب سے دیکھ کر پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ : خطبہ کے وقت عصا یا ہاتھ میں لینا سنت غیر مؤکدہ ہے، سنتِ مقصودہ نہیں ہے۔ لہٰذا کبھی کبھی چھوڑ بھی دینا چاہیے۔

مسئلہ : خطبہ سے قبل حاضرین کو **السلام علیکم** کہنا مکروہ ہے۔

مسئلہ : جب امام خطبہ کے لیے مسجد میں داخل ہو یا پہلے سے مسجد میں تھا تو منبر کی طرف جانے کے لیے اُٹھ کھڑا ہو اِس وقت کوئی نماز پڑھنا یا آپس میں بات چیت کرنا مکروہ تحریمی ہے، اور بہتر ہے کہ دوسری اذان کا جواب بھی نہ دے۔ ہاں قضاء نماز کا پڑھنا صاحب ترتیب کے لیے اِس وقت بھی جائز بلکہ واجب ہے۔ پھر جب تک امام خطبہ ختم نہ کردے یہ سب چیزیں ممنوع ہیں۔

مسئلہ : جب خطبہ شروع ہو جائے تو تمام حاضرین کو اِس کا سننا واجب ہے خواہ امام کے نزدیک بیٹھے ہوں یا دُور، اور کوئی ایسا فعل کرنا جو سننے میں مخل ہو مکروہ تحریمی ہے۔ کھانا پینا، بات چیت کرنا، چلنا پھرنا، سلام یا سلام کا جواب یا تسبیح پڑھنا یا کسی کو شرعی مسئلہ بتانا جیسا کہ حالتِ نماز میں ممنوع ہے ویسا ہی اِس وقت بھی ممنوع ہے۔ ہاں خطیب کو جائز ہے کہ خطبہ پڑھنے کی حالت میں کسی کو شرعی مسئلہ بتادے۔

مسئلہ : اگر سنت، نفل پڑھنے میں خطبہ شروع ہو جائے تو سنت مؤکدہ تو پوری کرلے اور نفل میں دو رکعت پر سلام پھیر دے۔

مسئلہ : دونوں خطبوں کے درمیان میں بیٹھنے کی حالت میں امام کو یا مقتدیوں کو ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر دل میں دُعا مانگی جائے تو جائز ہے بشرطیکہ زبان سے کچھ نہ کہے، نہ آہستہ نہ زور سے۔

مسئلہ : نبی کریم ﷺ کا اسمِ مبارک اگر خطبہ میں آئے تو مقتدیوں کو اپنے دل میں درود شریف پڑھ لینا جائز ہے یعنی بغیر زبان ہلائے۔

مسئلہ : خطبہ کے دوران چندہ اکٹھا کرنے کے لیے صفوں میں پھرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ : بچے شور کرتے ہوں یا کوئی اور برائی ہوتی ہو تو سر اور ہاتھ کے اِشارے سے روکا جاسکتا ہے، زبان سے روکنا جائز نہیں۔ البتہ خطیب کو اجازت ہے کہ وہ زبان سے منع کردے۔ (جاری ہے)

وفیات

جامعہ مدنیہ جدید کے بہی خواہ اور بانی جامعہؒ کے بہت مخلص ساتھی حضرت مولانا سید محمد میاں صاحبؒ کے شاگرد ممتاز ادیب اور ماہر تعلیم محترم پروفیسر عبید اللہ خان صاحب گزشتہ ماہ کی ۱۲/۲۲ تاریخ کو طویل علالت کے بعد انتقال فرماگئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. مرحوم بہت نیک سیرت انسان تھے۔علمائے دیوبند سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔آپ پنجاب یونیورسٹی میں شعبہ اُردو کے پروفیسر تھے۔اِس کے علاوہ مرحوم کی اور بہت سی تعلیمی خدمات تھیں۔اہل ادارہ اُن کے خاندان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

۞

فروری کے آخر میں جناب محترم رشید ضیاء صاحب کی اہلیہ محترمہ مختصر سی علالت کے بعد انتقال کر گئیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور غریب پرور خاتون تھیں۔دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اُن کو بلند درجات عطاء فرمائے۔محترم رشید رضاء صاحب اور اُن کے صاحبزادگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو۔ اہل ادارہ ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

۞

مارچ کے پہلے عشرہ میں الحاج گلزار احمد صاحب طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. مرحوم پیشہ کے اعتبار سے تاجر تھے اور ہمیشہ تبلیغی جماعت سے وابستہ رہے۔تبلیغی جماعت کے لیے آپ کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔اللہ تعالیٰ مرحوم کی خدمات کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو۔

۞

جامعہ مدنیہ جدید کے خادم ظہور احمد کی خالہ گزشتہ ماہ وفات پا گئیں ،اللہ اُن کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے ،آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔آمین۔